دیوان امانت

خزائن الفصاحت تاریخی نام ہے بڑے استاد کا کلام ہے

یعنی شاعر شیریں مقال ساحر سحر حلال ذاکر امام مقبول انام مشہور بے بدل استاد ضرب المثل

موجد رعایت لفظی جناب سید آغا حسن صاحب لکھنوی

کا دیوان ہے جنکے واسوخت کا مداح تمام جہان ہے

اور انکے فرزند باللیاقت جناب سید حسن صاحب مصنف بحر دریا

باجازت عمدۃ الامرا جناب حافظ محمد عبد الستار خان صاحب اور جناب حافظ دوست محمد صاحب کی اجازت سے

مطبع تمر ہند واقع لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و افزا اوس خدائے سخن آفرین کیلیے زیبا ہی کہ جس نے بیت فلک نگاری کو بغیر عروض و وتد و سبب
درست کیا اور نعت اوس رسول مقبول کی لازم ہی کہ جو عالم قدر مین مطلع نبوت اور دنیا مین مقطع ر
ہوا اور منقبت اوس کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی لازم ہی کہ جسکی شمشیر
نے ہر مصرع قامت کفار کی تقطیع کرکے بکمال زینت دیوان اسلام کو مرتب کیا اما بعد حقیر پر تقصیر
خوشہ چین خرمن اہل سخن سید حسین متخلص بہ لطافت ابن مرحوم و مغفور سید آغا حسن متخلص
بہ امانت مصنف دیوان ہذا خدمت فیض درجت سخن سنجان عالی شان مین قدر رجال
اور کیفیت ترتیب دیوان ہذا عرض کرتا ہی کہ جناب مرحوم و مغفور افصح الفصحا اکمل الکملا
گل بوستان معانی بلبل گلستان سخندانی حسان زمان سحبان دوران رونق دہر و عدیل عصر محقق
بے نظیر مدقق با توقیر مخزن علم و کمال اوستاد عدیم المثال واقف رموز شعر و سخن اعنی جناب سید آغا حسن
متخلص بہ امانت ابن میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی ابن سید علی رضوی مشہدی کلید دار
روضہ جناب علی ابن موسی الرضا علیہ الف تحیۃ والثنا ولادت باسعادت ان مغفور کی سنہ ۱۲۳۱ ہجری
مین ہوئی بیس برس کے سن تک تحصیل علوم کا شوق رہا مگر پندرھوین برس سے شعر گوئی کی طرف
طبیعت کو رغبت ہوئی دو چار سلام تصنیف فرمائے اوس زمانے مین عاشق شیر میان دلگیر صاحب مرحوم
مرثیہ گوئی اور سلام گوئی مین اوستاد کامل تھے اور والد ماجد سے ان مغفور کے اور میان دلگیر صاحب
سے نہایت ربط و اتحاد تھا اس سبب سے ان مغفور کو انکے والد ماجد میان دلگیر صاحب کے پاس لیگئے
اور کہا کہ چاہتا ہون کہ یہ بندہ زادہ آپکے علم و کمال سے مستفیض ہو یہ کہکے وہ سلام پیش
کیے میان دلگیر صاحب نے اون سلامونکو دیکھکے نہایت تعریف کی اور کہا کہ ابتدا مین جب
ایسی طبیعت پائی ہی تو انتہا مین درجہ کمال ہوگا یہ کہکے اون سلامون پر جا بجا اصلاح دی

اور امانت تخلص تجویز کیا کچھ دنون یونہین سلام گوئی رہی بعد اسکے طبیعت غزل گوئی
کی طرف رجوع ہوئی غزل کہکے میان دلگیر صاحب کو سُنائی اونھون نے عذر کیا کہ مین غزل
نہین کہتا اس وجہ سے اسکی اصلاح مین معذور ہون مگر غزل گوئی مین کئی دوست میرے
کامل ہین اگر کہو تو یہ غزل ہمراہ ونہین کے کہا دون پھر انکے خلاف مزاج ہوا اوسدن سے بجای خود
غزل گوئی اختیار کی قصہ مختصر بیس برس کے سن مین بسبب امراض بایدہ خود بخود زبان بند ہو گئی
اور بذریعہ تحریر کلام کرنا اختیار کیا اسلیے کا ہی اور خاموشی مین شعر گوئی درجہ کمال کو
پونہچی اور امرا اور شرفاے شہر مشتاق و مداح ہوئے اور اکثر لوگ شاگرد ہوئے اوسی عالم خرد
مین بعد امتحانات کامل صاحب عالم مرزا ہمایون بخت بہادر بھی شاگرد ہوئے بکوشش تمام اونھون
نے دیوان انکا جمع کیا وہ دیوان الیسا ضلع ہے اور تلاش کیا ایک غزل بھی ویسین کی ممکن نہوئی
پھر اسی اثنا مین ایک واسوخت نہایت عاشقانہ اور دلچسپ یکسو دس بند کا کہا ایک دوست
وہ واسوخت ان سے بہانے سے لیکے اپنے پاس بند کر رکھا اور کہا کہ یہ واسوخت باعث شہرت کا
ہوگا کہ سوا میرے اور کسی انکے دوست اور شاگرد کے پاس نہو گا انھون نے بہت اوس واسوخت کو
مانگا مگر اونھون نے نہ دیا اوس واسوخت کی کد پر یہ واسوخت مشہور کہ شہرہ آفاق ہے اور ایکسو
سات بند کا ہے سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین تصنیف کیا اس واسوخت کے تصنیف کرنے مین تین بار
ایسے علیل ہوئے کہ نوبت بہلاکت پونہچی تھی ابھی واسوخت مذکور ناتمام ہی تھا کہ دل کو شوق
زیارت عتبات عالیات پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین زیارت سے مشرف ہوئے اور ببرکت روضہ
جناب امام حسین علیہ السلام بعد دعا کے جو زبان کہ بند ہو گئی تھی خود بخود روضہ مطہر مین بعد دس
برس کے گویا ہو گئی اوسدن سے باتین کرنے لگے مگر کچھ لکنت زبان مین تا مرگ ہی باقی رہی
مین زیارت سے مشرف ہوکے پھر وارد لکھنو ہوئے اور واسوخت ناتمام کو تمام کیا اور سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین

ایک محفل قرار دی کہ تمام امرا و روسا اور شعراے شہر جمع ہوئے اور وہ اسوخت باوجود اس
طول کے ایک جلسے مین پڑھا گیا اور پھر بھی لوگ مشتاق رہے بعد اوسکے وہ واسوخت
صد ہا بار شہرون مین چھپا اور آج تک چھپتا جاتا ہی بعد اسکے احباب نے فرمایش کی کہ قصہ
راجہ اندر اس طرح نظم کیجیے کہ جسمین غزلین و مثنوی اور ٹھمریان اور ہولیان اور
بسنت اور ساون اور دادرے اور چھند ہون تاکہ اس زبان مین بھی طبیعت کی جودت
اور ذہن کی رسائی دیکھین بسبب اصرار دوست و یار چار و ناچار سنہ ۱۲۶۸ ہجری مین یہ قصہ تصنیف
کیا اور اندر سبھا اوسکا نام رکھا کہ آج تک خاص و عام کی زبان پر جاری ہی اور صد ہا مرتبہ چھپنے
کی نوبت آئی مگر چونکہ اندر سبھا کا تصنیف کرنا خلاف شان و تہذیب جناب مغفور تھا
اس لیے اس کتاب سے اپنا تخلص نکال لیا اور جا بجا تخلص لفظ اوستاد رکھ دیا مگر عاشقانہ
غزلون مین جو تخلص امانت تھا وہی باقی رکھا پھر سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین چند غزلین اور مسدس اور
مخمس اور ترجیع بند اور خمسہ یکجا جمع کیے اور گلدستۂ امانت اوس کا نام رکھا یہ بھی
کئی بار شہرون مین چھپا اور مطبوع خلائق ہو کے مشہور ہوا اور جب سے یہ مرحوم و مغفور
زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہو کے آئے تھے مرثیہ گوئی اختیار کی تھی پہلے سبا کے
ہندسے کے حال کا مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمون کے ہوئے یہ مرثیہ ایسا
مجالس مین پڑھا گیا اور مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطبع نے بسبب شہرت کے چھاپ دیا
بعد اسکے سو سوا سو مرثیہ رزمیہ و بزمیہ فصیح و بلیغ محاورہ اردو مین کہ جنکے
مضامین تازہ ہین تصنیف کیے کہ مجالس ہا شہر اور مجمع ہاے شرفا و امرا و
شعرا مین پڑھے گئے اور شہرۂ آفاق ہوئے بلکہ آج تک اس شہر بلکہ اور اکثر
شہرون مین مشہور و معروف ہین اور لوگ مجالس مین پڑھتے ہین بعد اسکے

مغفور کو شوق پہیلیان اور چیستان اور معما کہنے کا ہوا کہ بڑے بڑے
نکتہ فہم اور معنی رس اوسکے بتلانے اور بوجھنے مین عاجز آئے قصہ مختصر شہر
جمادی الاول کے اٹھائیسوین تاریخ روز سہ شنبہ وقت عصر [illegible] ہجری مین بیماری
عارضہ استسقا سے انتقال کیا شہر لکھنؤ مین قریب امام باڑہ آغا باقر مسافر خانہ
مین اوس آفتاب علم و کمال کو زیر زمین چھپایا گریان ہر دوست و غمگسار
ہوا زمانہ اندوہ سے نظرون مین تیرہ و تار ہوا روز مجلس سوم اس حقیر نے
اون مغفور کے اسباب اور تلامذہ کی خدمت مین عرض کی کہ اس ذرہ بیمقدار
کو منظور ہی کہ دیوان ان مرحوم کا مرتب ہو لہذا سب کی خدمت مین عرض
ہی کہ جسقدر کلام جسکے پاس ہو اس حقیر کو عنایت کرے چند غزلین اس طرح
ممکن ہوئین اور اکثر غزلین جو انان عاشقانہ مزاج کی زبان پر تھین کاتب سے لکھ
اونھین لکھوایا اور مسودات مصنف سے مطابق کرکے داخل دیوان کیا قصہ
مختصر تین برس چھ مہینے یعنی [illegible] ہجری مین اس دیوان بلاغت عنوان کو مرتب
کیا اور تاریخی نام اسکا خزائن الفصاحت رکھا جو کہ اب چھپوانا دیوان
ہذا کا بنظر تفریح طبائع ہر خاص و عام کے منظور ہوا پس حق تصنیف
جانب والد مرحوم سے اور حق تالیف جانب اپنی سے حافظ عبد الستار خان صاحب
و حافظ دوست محمد صاحب کو ہبہ کیا لہذا اب ناظرین مشتاقین اور صاحبان
مطابع سے امید ہی کہ اس گلستان بیخزان کی سیر کرین اس حقیر کو بدعاے خیر یاد
فرماوین اور بغیر اجازت صاحبان موصوفین کے قصد طبع کا نہ فرماوین فقط

بیمن توفیق خالق دو جہان و تزئین فرمائی گل و ریحان
از تصنیف جناب سید آغا حسن متخلص بامانت و فراہم کردہ جناب سید حسن صاحب متخلص بہ لطافت خلف الصدق مصنف بلاغت
دیوان امانت
خزائن الفصاحت
۱۲۸۹
بفرمائش محسن مروت و حیا مکرمی و معظمی حافظ محمد عبد الستار خان صاحب سلمہ اللہ المنان
در مطبع خاص [illegible] واقع لکھنؤ رونق انطباع پذیرفت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کیا ہی کرم مجھ پہ خدای دو جہانکا
شکر اوسکا ادا کر سکی کیا منہ ہی زبانکا

تازہ ہی چمن حمد خدای دو جہانکا
کچھ دخل نہین گلشن قدرت مین خزانکا

جو آگیا اس راہ مین سالک وہی بھٹکا
گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہانکا

دریای کرم مین ہین سو طرح کے جلوے
دیکھو صدف چشم مین عالم در جانکا

صحرا مین نہ دریا مین نہ ہی یہ فلک پر
موجود ہی ہر نام نہین اوسکی نشانکا

دیکھے تو کوئی غور سی قدرت کی کرشمی
شادی کہین بچی کی کہین غم ہی جوانکا

دریای غضب جوش مین آئی تو غضب ہے
غرقاب سفینہ ابھی ہو جای جہانکا

غم اپنا وہین ہو گیا شادی سی مبدل
جب نام لیا رنج مین اوس راحت جانکا

۳

کیونکر فخر ہو ہر اک پیمبر پر محمدؐ کو ۔ بتاؤ تو کہ حیدرؑ سا وصی تھا کس پیمبرؐ کا

جسے چاہے کرے ناجی جسے چاہے کرے ناری ۔ محمدؐ مالک و مختار ہے سرکار داور کا

کہوں نور مجسّم کیوں نہ اندام منور کو ۔ زمین پر سایہ ہوتا تھا نہ ظاہر جسم اطہر کا

حرم سے بت نکلوا کر کیا اسلام کو داخل ۔ محمدؐ نے کیا کیا اہتمام اللہ کے گھر کا

جو اوسکا دوست ہے اللہ کا وہ بیشک ہے ۔ عدو انکا جو ہے حقا کہ وہ دشمن ہے داور کا

کسیکی شان میں ہے آیۂ لولاک آیا ہے ۔ ق ۔ خدا کے سامنے کیا رتبہ ہے اپنی پیمبرؐ کا

پڑھو صلِّ علیٰ یارو محمدؐ وہ محمدؐ ہے ۔ کہ حق میں جسکے محمدؐ کی یہ ہے ارشاد داور کا

اگر پیدا نکرتا اے محمدؐ تجکو دنیا میں ۔ نشان تک نہ تھا یہ چرخ ہوتا زمین پر خضر کا

امانت پنجتن کی پیروی کرنا مقدم ہے
سوا اسکے نہیں کوئی وسیلہ روز محشر کا

مداح میں ہوا شہِ گردون جناب کا ۔ ذرے کو حق نے رتبہ دیا آفتاب کا

لکھا جو وصف روی شہ بوتراب کا ۔ مطلع ہوا النظیر افق آفتاب کا

ہے دل میں نور عشق رخ بوتراب کا ۔ جلوہ ہے ایک ذرہ میں سو آفتاب کا

عاشق ہوں میں ازل سے رخ بوتراب کا ۔ عالم ہو داغ دل میں نہ کیوں آفتاب کا

ہمنام ہے جو دور فلک میں شراب کا ۔ اسمیں ظہور ہے کا نپتا ہے بدن آفتاب کا

مشکل کشائی کرنیکو تشریف لائی تب
آتا ہی وقت نزع مین جب اضطراب کا

کیا لذتین ہین ساقی کوثر کی عشق مین
دل ہجر مین جلی تو مزا ہی کباب کا

باران ہی کشت دل کی لئی وہ فلک جناب
قہر و کرم اشارہ ہی برق و سحاب کا

دی آگ یاریون نے جو گہر مین جناب کے
دیکہی کہو کوئی عقیدہ شہ بو تراب کا

ق

اسباب گہر کا جلنے دیا کچھ نہ فکر کی
حافظ رہا مگر وہ خدا کی کتاب کا

کافر ہی شک ہی کچھ بھی حیدر کی ذات مین
پی فصل حق وصی ہی رسالت مآب کا

دل نے کہا کہ چلکے زمین نجف پہ ہو
آیا جہی خیال اجل کے جو خواب کا

یارب یہ منہہ سی نکلی امانت کے زبان سے
عاشق ہون جان و دل سی ابو تراب کا

زمزمہ کسکی زبان پر بدل شاد آیا
منہہ نہ کہولا تہا کہ پر بند مجھی یاد آیا

قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا
غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا

جسنے نظارہ کیا اسکو علی یاد آیا
تیرے حصہ مین صنم حسن خداداد آیا

بلبلین جام مئی شوق سی کیا مست ہوئین
دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا

غمزۂ ابروی قاتل کا ہوا دلکو گمان
کہینچکر تیغ جو سر پر مری جلاد آیا

فصل گل آتی ہی گلچین کو لیا [illegible]
جال پہیلانیکو گلزار مین صیاد آیا

خوش قد و نسبی ال جشتی کو تعلق ہوا
سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا

مسند ہی بوریاء فراغ جنون ناصح
مین تخت سلطنت کو سمجھتا ہون پامال کیا

مردون کی دل اوداسی ہلائی نہ زمین
وقت خرام یار کو سوجھی ہی چال کیا

گاتا ہی میرا زہرہ جبین مل کی ساز مین
ٹپا ترانہ دادرہ دہریت خیال کیا

مین عشق چشم مین جو ہوا زار و ناتوان
پائے نگہ سے اوس نے کیا پائمال کیا

صیاد کی عتاب سے آئین ہی مرغ دل
صید حرم کو وہ کریگا حلال کیا

پاتا ہون ہر عقیق مین ہر رنگ کا شجر
پتھر ہی بھی خدا کی کرم سی نہال کیا

ہی اپنی ہاتہہ کوچہ جانان کا انتظام
آگی رقیب پانون بڑہا ہی مجال کیا

لاتا سدا ہی راگ بہتو نکے خیال مین
ہوگا خدا کی سامنے صوفی کا حال کیا

مردم کی ہی نگاہ مین ہر عیب سے بری
چشم صنم مین شاخ نکالی غزال کیا

کرتا ہون قتل قم مین تیغ زبان سی عدو کو
تلوار میری چھین سکی کوتوال کیا

ہنگام رقص زلف سی نکلی ترپ کی صاف
توڑا تمہاری کان کی جھلنی نے جال کیا

جب آنکھ بند کی نظر آیا وہ خوش نگاہ
رہتا ہی عین خواب مین ایسکا خیال کیا

کر خط سی بوسہ لب شیرین لیا نہ ترک
قند و نبات مین نہین ہوتا ہی بال کیا

کمل کا رتبہ دیکھ کے کم لی کسی نی مول
اس دور آسمان مین گہٹی قدر شال کیا

دل سی ہرن ہوا تری چشم سیہ دہیان
غالب ہوا ہی چوکڑی بہر کر غزال کیا

گلوری غیر نے بھیجی اوسی تو مینے کہا
سمجھ کے کھائیو یہ پان ہی لگاوٹ کا

شب وصال ہی اتنا بسکہ تہا رقیب کا خوف
ہوا ذرا کہین کھٹکا تو دل مرا کھٹکا

عروس مرگ کو پایا جو اپنی قابو مین
گمان ہوا مجھے تابوت پہ چھپر کھٹکا

نظر پڑا جو وہ درگاہ مین رقیب کے ساتھ
علم کے سامنے سر ہمنے جا کے دے پٹکا

مسہری پھولونکی اوسکی لحد پہ راہ نہین
جو سونے والا تھا اوسی آسمان چھپر کھٹکا

پڑی جو عالم مستی مین آفتاب پہ آنکھ
خم فلک کو مین سمجھا شراب کا مٹکا

بتونکی آتش فرقت سے پھک رہا ہی جگر
یہ دود وہ آہ نہین ہی دہوان ہی مرگھٹکا

خیال زمزمۂ عندلیب کا ہی کسی
گلوی یار کا ہمکو پسند ہی کھٹکا

ہر اک کو پیچ سے کیا ڈسکے مار رکہتا ہے
مگر سیاہ نے سیکھا ہی زلف کا لٹکا

حرم کو جاؤن کہ بیت الصنم کو یا اللہ
غضب ہوا مین دوراہے مین آنکے بھٹکا

گلوں سے عشق مین ہوتا ہے امانت خار
کسی سے گلشن عالم مین دل نہ تو اٹکا

روح کو راہ عدم مین مرا تن یاد آیا
دشت غربت مین مسافر کو وطن یاد آیا

چھٹ کے بھول گئے رنج و محن یاد آیا
رو دیا مین نے قفس مین جو چمن یاد آیا

آگیا میری جنازے پہ جو وہ ہوش ربا
کر چکے دفن تو یارونکو کفن یاد آیا

[illegible]

کیا قفس مین بھی اوسی چمن یاد آیا

[illegible]

بوسہ کیا مانگتے ہم جو ہوئی بیٹھی تھی
اوس نے آواز سنائی تو دہن یاد آیا

پھر امانت مرا دل بھول گیا عیش و طرب
پھر مجھے روضۂ سلطان زمن یاد آیا

کیا رنگ اوڑا چرخ پہ خورشید و قمر کا
پھاہا کہین سرکا جو مری داغ جگر کا

کیا ٹھوکرین کھائین در جانان سے نکلکر
رستہ مجھے مرکے ملا گور کے گھر کا

یاد در دندان مین جو چمکا ہے مرا دل
ناسور مین انداز ہے سوراخ گہر کا

اسد دکھائی مجھے حسرت شب وصل
دسے ہوئے پنجہ مین گلا مرغ سحر کا

ہے گلی جو کی یاد سے نے دانتونکو دبا کر
چھڑکاؤ مری قبر پہ ہو آب گہر کا

حیران جو وہ ایستادہ ہے تنہا ہوئی یار و
عالم ہو در یار مین آئینہ کے گھر کا

باتین تری تا چند بھلا سخت اوٹھاؤ
پتھر نہین ای بت یہ کلیجہ ہے بشر کا

آفت کی ہوا لا کہ چلی باغ جہان مین
پتا ہی نہ کھڑکا مری گلشن کے شجر کا

اک روز صبا آنکی نزاکت مین پڑا بل
زلفون سے اولجھتا ہے پڑا سوی کمر کا

دانت اوسکی ستارونکی ہے نوکی ہین ابرو
خورشید کے رخسار مین ماتھا ہے قمر کا

فرق آئیگا ای بت مری راحت مین سرا
زانو سے خدا کے لیے گردنکو نہ سرکا

جلتا ہے جگر جای جہنم مین یہ گرمی
جو نالہ سوزان ہے شرارا ہے سقر کا

٨

کیا فائدہ خط لیکے جو دی یار نے گالی ۔ پیغام زبانی نہ کبوتر سے ملیگا

مطلع

وحشت مین میرے دل کا ارمان نکل گیا ۔ جنگل کو چاک کر کی گریبان نکل گیا

او بت کی گھر مین قید کسی سی نہو سکی ۔ روکا جو گبر کو تو مسلمان نکل گیا

دیوانہ تیری زلف کا ٹھہرا نہ شہر مین ۔ دشت ختن کو ہو کی پریشان نکل گیا

پہونچا جو بحر مین در دندان کا تیری شور ۔ باہر صدف سے گوہر غلطان نکل گیا

مارا خیال قامت جانان نے اب ۔ دم ہمراز زیر سرو گلستان نکل گیا

خط سیاہ دور ہوا روی یار سے ۔ دیکھو گہن سی مہر درخشان نکل گیا

گھر قبر ہو گیا جو مجھے ہجر یار مین ۔ گھبرا کی سوے گور غریبان نکل گیا

بوسہ نہ بعد وصل دیا لب کا یار نی ۔ قابو مین آ کی لعل بدخشان نکل گیا

فصل جنون کا مین نے لحد مین سنا جو نام ۔ مردہ تڑپ کے سوی بیابان نکل گیا

بیخوف وصل یار کی حاصل ہوے مزے ۔ موت آئی غیر کو مرا ارمان نکل گیا

عریان ہا جنون مین مرا ہر طرح بدن ۔ دامن رفو ہوا تو گریبان نکل گیا

مین خاک لکھنو مین امانت کہون غزل ۔ گھر چھوڑ کر ہر ایک سخندان نکل گیا

دور خم خانہ مین ہوتا جو ہمارا ساقی
کسی کم ظرف کو اک بہی کا نہ ساغر ملتا

نکہت گیسوی جانان جو پریشان ہوتے
چہانتا شہر مین سارا تو نہ عنبر ملتا

رخ جانان پہ بناتا مین کوئی خال سیاہ
مشک خالص اگر اک تل کی برابر ملتا

کہلکے افیون چمن دہر مین مرجاتا تو
داغ سیر ایسا جو ای لالہ احمر ملتا

کس سے پوچھون رخ جانان کی خبر ان سیون
اب تو آئینہ بہی مجکو نہین گہر ملتا

ہی عجب طرح کی عالم مین نفاق انگیزی
دیکہا اس دور مین شیشے سی نہ ساغر ملتا

خانہ گور نصیبون نسی ملا ہی ایدل
مرکی جی اوہتے تو ایسا نہ ہین گہر ملتا

عشق مژگان نہین چین امانت اک پل
کاٹتے اپنا گلا آپ جو خنجر ملتا

غیر سیاہ رو کہ وہ فن سی نکل گیا
سورج گہٹا کے چاند گہن سی نکل گیا

نالہ کبہی جو اپنی دہن سی نکل گیا
اک تیر تہا کہ چرخ کہن سی نکل گیا

دم اسطرح ہمارے بدن سے نکل گیا
جیسے کوئی رئیس وطن سی نکل گیا

آئے نظر خزانہ چمن سوکہے ہو درخت
گلچین لگا کے آگ چمن سے نکل گیا

جکڑا اسیہون نے مجکو جو فصل بہار مین
تڑپا مین اسقدر کہ رسن سے نکل گیا

فصل جنون کا اپنی لحد پہ ہوا جو گذر
مردہ تڑپ تڑپ کے کفن سے نکل گیا

[illegible]

چمن میں جو آیا وہ رشکِ بہار — تو رنگِ رخِ گل ہوا ہو گیا

پسا جاتا ہے دل ترے خال پر — یہ دانہ فلک مجھے آسیا ہو گیا

چھوا دست رنگیں سے اوس نے جو منہ — پسینا بھی عطرِ حنا ہو گیا

ہوا غیر کو وصلِ قاتل نصیب — سر اپنا جو تن سے جدا ہو گیا

یہ کس نے کیا رات بھر پائمال — ترا رنگ کیا اسے حنا ہو گیا

کبھی اوس مسیحا کو پایا نہ خوش — دم اب زندگی سے خفا ہو گیا

کسی دوں میں اوس شاہ خوباں کا خط — کبوتر بھی اب تو ہما ہو گیا

صبا بھی پہنچنے نہ پائی قریب — ہوادار اونکا ہوا ہو گیا

چھوا اوس نے زنجیرِ کاکل کو جب — گرفتار دزدِ حنا ہو گیا

حلاوت نہ بوسے کی ہمکو ملی — وہ شیریں دہن بدمزا ہو گیا

ہوا دم فنا صدمۂ ہجر سے — یہ درد اپنے حق میں دوا ہو گیا

گلوں کے نظارے سے صحت ہوئے — چمن مجکو دار الشفا ہو گیا

مرا رنگ بدلا جو آیا نظر — گلستاں میں وہ گل ہوا ہو گیا

عریضے جو دریا میں میں نے دیے — وہ نا آشنا آشنا ہو گیا

مرے خط کو پرزے کیا یار نے — جو تقدیر کا تھا لکھا ہو گیا

[illegible]

وہ طفل ملقا نظر آیا جو دور سے
تہر گئے جو عالم ہستی مین سست و پا
سے بہنے نہ پائے تصور مین جی بہر کے منعو

بجلی کی طرح یہ دل ناداں مچل گیا
ساقی کے مین گلی سے لپٹ کر سنبہل گیا
پیغام کیا اجل کا تمہین پر مچل گیا

جیتا رہا اوٹہانے کو صدمے فراق کے
دم وصل مین ترا نہ **امانت** نکل گیا

بہر بلبل ہے گذر اوس غیرت شمشاد کا
آیا زندانمین قدم کس وحشی ناشاد کا
ٹکڑا کلن کہا گیا تہا نالہ مجہہ ناشاد کا
جہگہٹا رکہتا ہے دل ہر عاشق ناشاد کا
باغ ہے بالکل سراپا اوس ستم ایجاد کا
ہے بہار گلبدن کیا بلبل خوش نغمہ او
خانۂ زنجیر کا پابند رہتا ہون سدا
جا نکر مژگان جانان سے نشتر کا لیا
دیکہنا شوق سلاسل عشق زلف یار مین
عشق قد یار مین کہیا نا توانی کا ہے

آج طوطی بولتا ہے غیرت صیاد کا
آج تک نیلا بدن ہے چرخ بے بنیاد کا
آج تک نیلا بدن ہے چرخ بے بنیاد کا
کوچۂ گیسو مین عالم ہے مبارکباد کا
ہے گل کا آنکہ یان نرگس کی قد شمشاد کا
دم پہڑکتا ہے سدا آوازۂ صیاد کا
گہر عبث ہو ہے پوچہتے مجہہ خانمان برباد کا
رنگ سیر ا دیکہہ کر دل خون ہے افساد کا
ڈہونڈہتا پہرتا ہون گہر ملتا نہین جلاد کا
عشق نے مجہے آیا جو سایہ پڑ گیا شمشاد کا

سنئے دبانے میں امانت کی وہ ہیں گلزبان
ناطقہ ہو بند اے دل بلبل ناشاد کا

نہ کسی پیچ سے رہا ہوگا
دام گیسو میں جو پھنسا ہوگا

کام غمزہ سے بس مرا ہوگا
اک ادا میں یہ حق ادا ہوگا

اب وہاں جائے گا تو کیا ہوگا
تیرا بیمار مر گیا ہوگا

نہ کسی طرح دم فنا ہوگا
ہجر میں زہر بھی دوا ہوگا

رشتہ الفت کا جب وہ توڑینگے
تار رونے کا یاں بندھا ہوگا

رنگ لانا نہ اوسکی تلووں میں
شہر پامال اے حنا ہوگا

یہاں جو میں زار زار روتا ہوں
وہاں وہ غیر وستے ہنس رہا ہوگا

قتل کرتا ہے کیوں مجھے ای بت
مورد لعنت خدا ہوگا

ہوگی اوس روز مجکو کیا ہی خوشی
جب وہ اغیار سے خفا ہوگا

کم رہے گا جو یار پہلو میں
درد دل کا مرے سوا ہوگا

منگئے ہم جو اپنی چالوں سے
خط تقدیر نقش پا ہوگا

جب ہنسا ہوگا مستی میں وہ
غنچہ سوسن کا کھل گیا ہوگا

ق

کتنی بار اوس سے جب کہا میں نے
بوسہ دیگا مجھے تو کیا ہوگا

نقد دل ایک کبھی تے نہین عشاق عزیز	گرم بازار ہوا اوس یوسفِ کنعانی کا

اس امانت کی غزل دیکھی بچشمِ اصلاح
جسکو دعوی ہو زمانے مین سخندانی کا

جگمگاہٹ اوس عارض کی وٹنی کا جو آنچل ہو گیا	باغ مین ہر گل کو زربفت کا تہل ہو گیا
تیرہ بختی مین لگاوٹ نی کیا محکو یہ طاق	مثلِ اوس لب کی کبھی آنکھوں کا کاجل ہو گیا
شبکو آہ آتشین کے اوج دکھلائے رنگ	آسمان نیلگون اک سرخ بادل ہو گیا
رشک قصرِ یار سے شبکو جلی یہ شعلہ رو	زلفِ پیچان پر گمان دود مشعل ہو گیا
اوسکی ابرو کا پڑا جس نخل کے تھا مین عکس	پھل لگا جو شاخ مین تلوار کا پھل ہو گیا
بخشی کیا زیور نے اوس شوخ کے منکو تار کے	کان کا پتا نہال تن کی کونپل ہو گیا
کچھ مشابہ تھا تری سوکہ کمر سے ای صنم	اوس لیے تار نظر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا
ای سیہ بختی تری تاثیر کی قائل ہین ہم	آنکھ ڈالی جسنے وہ شعلے پہ وہ کمل ہو گیا
دیکھتا ہون بے فلک گنجفہ مین آفتاب	کون سا اعلی ترے گہر مین تہ اسفل ہو گیا
بعد مردن بھی گھٹا تاثیر گریہ کا نہ زرد	شامیانہ قبر پر ساون کا بادل ہو گیا
شبکو تیرے رقص نے کیا گل کھلائے باغ مین	سنبل پیچان ہوا پر دود مشعل ہو گیا
خط نے باندھا ہو جو یہ شکست حسن قابو	جب سر اسر گیسوے خمدار کا بل ہو گیا

للغیری مین ہی امانت تو نہ جو کا انی ہجالا
کوی جانان مین جو پونہچا لڑکھڑا کر گر پڑا

سرا وعدۂ اس صنم کا اوٹھائیگا پھر کیا
ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا

دل خراب کو اک شمع رو کی لو ہی لگی
چراغ حسن مرا گھر جلائیگا پھر کیا

کسیکی زلف کی جانب جو کھینچتا ہی دل
بلائی تازہ مری سر پہ لائیگا پھر کیا

کھلائیگا مری یون ٹھوکرین جو تو اے عشق
پس فنا ملک یار آکے کھائیگا پھر کیا

الٰہی خیر ہو کیون جوش پر ہی دیدۂ تر
کسیکے عشق کا طوفان اوٹھائیگا پھر کیا

لگا کے راہ پہ لایا ہی وہ رقیبونکو
پونہچکے گھر مجھے ستائیگا پھر کیا

بتونکے کوچہ سے پھر خدا نکل اے دل
یہان جو بیٹھا ہی صدا اوٹھائیگا پھر کیا

نکال غنچہ نے بات اوسکو مسکرانیکو
ہنسی ہنسی مین مجھکو رولائیگا پھر کیا

جلے گا آپ جو ہر شعلہ رو کی فرقت مین
کسیکے دلکی لگی کو بجھائیگا پھر کیا

گلونکی دست حنائی پہ دم نکلتا ہی
جہان مین خون شدہ دل رنگ لائیگا پھر کیا

ہوا ہی دل مین اک غنچہ لب سے صحبت نفس
یہ عشق تازہ کوئی گل کھلائیگا پھر کیا

الٰہی خیر ہو پھڑکتی ہی آنکھ کیون بائین
غضب سے وہ مجھے دیدہ دکھائیگا پھر کیا

جفا کو جان غنیمت گا ستم کا نکر
بگڑ کے یار سے بیدل بنائیگا پھر کیا

عارض کی گر سیون نے عزیز و کیا ہی سر
شہر ختن تک تو اوڑائی صبا نے خاک
دوزخ ہی نقل گرمی بازار دوست کے

چھینٹا بدن پہ دو عرق روی یار کا
پایا پتا نہ کوچہ گیسوے یار کا
نقشہ بہشت ہی چمن کوی یار کا

سر زور سے رکھو نہ امانت شب وصال
آئینہ ٹوٹ جاے نہ زانوے یار کا

تیری ستارے سے کس نے دل شیدا باندھا
عشق ابرو مین نہ آئی مجھے تیر انداز
کھل گیا سب یہ معما ہی تو البتہ شب
دی گرہ لقا مین بالون کو جھٹک کر ہر رات
ہی یہ منظور نظر آنکھ کو تلیان باز
نکلی بیساختہ فورا البتہ کے آہ
دل پر داغ مرا تیغ سے کھینچا اوس نے
شب بالا مین ہا عشق قد جانانہ مین
رحم اوس نے نہ کیا جب دعا مین مانگین
ہون وہ گریان مری مدح گلستان مین لہلہے

باندھنو مجھ پہ عبث اے گل رعنا باندھا
ہر کمان توڑ کے درگاہ مین چلہ باندھا
اوس نے جوڑا جو نہا کر لب دریا باندھا
دل عاشق کو سدا یار نے مارا باندھا
چشم نے تار نگہ سے ترا اینچا باندھا
کھینچ کر اوس نے کمر سے جو دوپٹہ باندھا
بار ہ کا گردن طاؤس مین جوڑا باندھا
آشیان طائر دل نے سر طوبیٰ باندھا
رتجگا یار کے درگاہ مین چلہ باندھا
باغبان نے وہین ہر نخل مین تیلا باندھا

کندہ جہاں میں کوئی نہ ایسا نگین ہوا
جیسا کہ تیرا نام مرے دلنشین ہوا

عاشق کا امتحان دم واپسین ہوا
میں مر گیا تو عشق کا اوسکو یقین ہوا

خورشید ہی شفق میں یہ مجکو یقین ہوا
غصہ سے سرخ جب وہ رخ آتشین ہوا

بیٹھا ہی آکے بام پہ وہ بادشاہ حسن
کوٹھہ فقیر خانہ کا اب شہ نشین ہوا

روشن ہوا یہ مجہ پہ کہ فانوس میں ہی شمع
ہاتہہ اوسکا جلوہ گر جو تہ آستین ہوا

پہلا دیا جو یار نے دست صبیح سے
جو گل کہلا بدن پہ گل یاسمین ہوا

بولا وہ گل پہن کے انگوٹہی عقیق کے
ملک یمن ہی آج سے زیر نگین ہوا

روتی میں آگیا جو حسینوں کا مجکو دہیان
ہر طفل اشک غیرت طفل حسین ہوا

رکہتا ہی خاک پہ وہ قدم جبکہ ناز سے
کہتا ہی آسمان نکیوں نمیں زمین ہوا

روشن اوسیکا نام ہوا عشق یار میں
جو روسیاہ خلق میں مثل نگین ہوا

کافر گئے سقر میں مسلمان بہشت میں
مجہ رند کا مگر نہ ٹہکانا کہیں ہوا

روشن شباب میں جو ہوئی شمع روی یاک
دود چراغ حسن خط عنبرین ہوا

میں نے وہاں یار کو ثابت کیا ہزار
اس بات کا نہ اہل یقین کو یقین ہوا

مارا جو آسمان نے تب ہجر میں مجہے
شعلہ لحد میں بنکے بخار زمین ہوا

بازار دہر میں وہ بد اختر ہوں ای فلک
میرا نہ مشتری کوئی زہرہ جبین ہوا

زمانہ

چٹکیوں نے تیری اے رشک چمن گل کھلا
جو پڑا نیل اپنے تن پر برگِ سوسن ہو گیا

ہون وہ زار و ناتوان کہا جو سینہ
حلقۂ زنجیرِ گیسو طوق گردن ہو گیا

آ گیا اوس شعلہ رو کی یاد جو
خانۂ دل میں کنول اک سبز روشن ہو گیا

اوسکی جاتے ہی اوڑ گیا رنگ اونکو محفل کا نور
شمع کا شعلہ چراغ زیر دامن ہو گیا

رخنہ ہر شیٔ میں پڑا تیر نگاہِ یار سے
پردہ دنیا کا نظر بازی سے چلمن ہو گیا

باغ کے در پر کیا اوس گل کا یہ انتظار
جسم خاکی پشتۂ دیوارِ گلشن ہو گیا

کر دیا تن کو ہمارے کیا قبا ذی فروغ
داغ سینہ کا چراغ زیر دامن ہو گیا

ہنسکے ساقی جان بہی جو شیشہ کو یا ہنسی
اک وشاخہ نور کا محفل میں روشن ہو گیا

نشۂ مے سے ہوا روشن چراغِ حسنِ یار
ساقیا پانی سے شیشہ کا روغن ہو گیا

کر دیا حسنِ صنم نے سرخرو بیش ہنود
دیکھی جب زلفِ سیہ کالی کا درشن ہو گیا

بتکدہ میں دہر کے بندہ جا نکلی اپنی ہوا
گر امانت رام وہ طفل برہمن ہو گیا

نمو جو سبزۂ خط کا بہار میں ہوتا
نہ بند یار کا طوطی ہزار میں ہوتا

تری مژہ پہ نہ ہوتا اگر یہ دل مائل
جگر کا آبلہ کیوں نوک خار میں ہوتا

بہار گل میں تو قید قفس ہے قہر و غضب
دلا تو اس سے تو کنج مزار میں ہوتا

٢٧

شیشہ چشمِ فلک کا قدح آفتاب کا
مداح ہوں کسی کے رخ پر حجاب کا
زیبا ہی فکر شعر کو گوشہ نقاب کا
پیمانہ اگر وہ نشہ میں ساغر شراب کا
کاسہ ہی فلک پہ سر آفتاب کا
شبنم نہیں ہی چمن میں عرق آفتاب کا
ہر سو چھڑک رہا ہی کٹورا گلاب کا

جنبش مژگان اک پل میں تہ تیغ کر گئی قضا
حق تمہارے ناز کا ہم سے ادا کیونکر ہوا

یار تو آیا نہ وعدہ پر کبھی یاں تا مرگ
ای اجل بتلا ترا وعدہ وفا کیونکر ہوا

دل شگفتہ خاک ہو فرقت میں آگرم سے
جھونکا صرصر کا بھلا موج صبا کیونکر ہوا

کام اپنا ہو گیا نہ میں یاں لبِ تیغ کے سا
یار کا آب ہن آب بقا کیونکر ہوا

کیا ترے وحشی کا زنداں کی طرف آیا قدم
خانہ زنجیر میں محشر بپا کیونکر ہوا

خون عاشق شوخ تھا مہندی کی رنگت سے لیس
ہاتھ تیرا یار پابند حنا کیونکر ہوا

تھا زلیخا کا گریباں گر نہ دست عشق میں
چاک پھر یوسف کا دامان قبا کیونکر ہوا

دیکھی مجنوں نے جو وحشی کی صورت دور سے
بولا گھبرا کر کہ ہمسا دوسرا کیونکر ہوا

استخوان میں آتش غم نے تو رکھا تھا جلا
سیر سیری ہڈیاں کہا کر ہما کیونکر ہوا

وصل ہوتا یار سے میرا سنا جب غیر نے
دفعتاً گھبرا کے بولا کیا ہوا کیونکر ہوا

داغ ہی رفتار جاناں کا دل شفاف میں
ہو نہیں حیران آئینہ میں نقش پا کیونکر ہوا

دست رنگیں میں لپیٹی زلف اپنی ناز سے
قید یہ دیکھو پیچ ہی در دست حنا کیونکر ہوا

طاق ابرو صنم میں خال ہیں حیران ہوں میں
بت نہیں کعبہ میں گذر کفار کا کیونکر ہوا

حلقہ زلف صنم میں پھنس گیا دل کیا کہوں
قید یہ ملک ختن میں بے خطا کیونکر ہوا

یار دیکھا جو یوسف کو بکا یا بیچ میں
چونک کر بولا کہ ہمسا دوسرا کیونکر ہوا

دوزخ کا ذکر کرکے ہمیں کیوں دیا کباب
ناصح کے منہ پہ ماریے شیشہ گلاب کا

اوس ماہ کا نہ ڈھونڈھا نا لگو کہیں
ڈھونڈھا ہے فلک نے لیکے چراغ آفتاب کا

عاشق کو عاشقوں کی رعایت ضرور ہے
دو ان قبر عندلیب میں تختہ گلاب کا

صورت وصال یار کی کس طرح دیکھیے
اوٹھتا نہیں ہے بیچ سے پردہ حجاب کا

دریا میں بال دھوئے ہیں کس گلبدن نے
عالم ہے موج آب میں اک پیچ و تاب کا

ہو جائے محتسب کی ہمیشہ شمع حیات گل
میخانہ میں چراغ جلاؤں شراب کا

کیا سوجھی ہے نشہ میں اوس مست ناز کو
ڈورا ہماری آنکھ میں ڈالا کباب کا

روشن ہو لوگوں کو یاد حمایت گیا گزر
صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا

عاشق کی ہم کو دل شکنی کا ہے کیا خیال
بلبل کے آگے پھول نہ توڑیں گلاب کا

مستوں کو ہو جو دور تو دکھلاؤ چرخ میں
رکھیں فلک کے طاق پہ شیشہ شراب کا

اوس کے لیے گزک جو غیر کو دی قتل ہم ہوئے
خنجر کی باڑھ بن گیا ڈورا کباب کا

کاہیدہ ایسا ہو گیا ہے سبکی ثبات
اوڑتا پھرے ہے ہوا سے ورق آفتاب کا

دل کھینچتا ہے جذب سے ہر گل عذار کو
شیشہ میں اپنے عطر بھرا ہے گلاب کا

اللہ رے تیرگی مری صبح فراق کی
روشن کیا فلک نے چراغ آفتاب کا

ثابت ہوئے نہ ثبات کی میخانہ جہان
ہو کشتی شراب میں ساغر شراب کا

٢٩

سیماب لیکے آگ پہ قاصد نے رکھدیا
پوچھا جو اوس نے حال مری اضطراب کا

سیل فنا کو صفحۂ دریا پہ موج نی
لکھا ہی فتح نامہ شکست حباب کا

تا ساغر اجل ہی **امانت** کی سرخوشی
ٹوٹیگا سنگ قبر سے شیشہ شراب کا

زلفون کا تصور نہین جاتا نہین جاتا
سر سے تری وحشی کا یہ سودا نہین جاتا

یہ حال ہی لیکن مرا رونا نہین جاتا
اشکون کی طرح گھر سے اوٹھا نہین جاتا

نکلی نہ مرے دل کی ہوس قتل ہی جو کر
پامال ہی بیمار سے تڑپا نہین جاتا

نظرون سے حسینون نے گرایا ہی مجھی وہ
نالہ بھی سوئے عالم بالا نہین جاتا

آتے ہین سدا پاؤن اوٹھا کر مری گھر تک
اک لحظہ بھی یان آپ سے بیٹھا نہین جاتا

ای گیسوئے دلدار تو وہ مار سیہ ہے
دل کسکا تجھے دیکھ کے لہرا نہین جاتا

گو شاد ہین ہر روز ہم اوس وصل سے آکر
پر دل سے شب ہجر کا دھڑکا نہین جاتا

غل سن کے یہ کہتا ہی مرا رشک مسیحا
بیمار کا میرے تو جنازہ نہین جاتا

کیا جانے نئے گلزار یہ کیا لائیگی آفت
رونا ترا ای بلبل شیدا نہین جاتا

آہ حیلہ سے آیا نہ عیادت کو مری یار
بیمار وہ ایسا ہی کہ دیکھا نہین جاتا

جلوہ یہ ترے غور کرین حضرت موسے
دیکھین تو کہ کیونکر انہین غش آ نہین جاتا

[illegible]

دل نے اوبھارا چاہ سی زندان یار کے
مین غوطہ کہا کی آب گہر سی نکل گیا

مستی مین مین لگا ہی جچکا تہا اوسی گلی
بہکا جو پانون ہاتہ کمر سی نکل گیا

شعلہ ہی یا شرر ہی چہلاوا ہی یا پری
بجلی چمک گئی وہ جدہر سی نکل گیا

کیا مرتبہ ہوا ہی امانت کو دست یاب
سو انگلیان اوٹہین وہ جدہر سی نکل گیا

طاق ابرو کی قوس دلکی تمنا کیا کرتا
عین کعبہ مین کوئی قبلہ نما کیا کرتا

شاعر و مین وہ سہی لف کو وا کیا کرتا
موشگافونکو گرفتار بلا کیا کرتا

ہمنشین اوسکا گلا تو ہی سدا کیا کرتا
بیوفا تہا وہ امانت سی وفا کیا کرتا

کہو لکہ مین گرہ لف دوتا کیا کرتا
سر بسر ہاتہ کو پابند بلا کیا کرتا

کون تہا بار غم عشق اوٹہانے والا
مجکو پیدا جو نکرتا تو خدا کیا کرتا

طائر سعی تہا تیار فدا ہونے پر
صدقے مین اوس شہ خوبان پہ گیا کیا کرتا

حال اوس گل کا کہلا ہی دل بلبل پر
مین ہوا باندہ کے ای باد صبا کیا کرتا

بت کہا مین نے تو جہنجہلا کے لگائی ٹہوکر
سنگدل تہا وہ صنم خوف خدا کیا کرتا

جہٹکے اوس ماہ نے جب ان سین پر
آسمان سیر مری ٹوٹ پڑا کیا کرتا

سر فرازان دل کو نہین پروا شرف
تاج ہدہد ہوس بال ہما کیا کرتا

[illegible]

٣٢

روی روشن ہی مقابل خاک ہو ماہ تمام
نقش پاے یار پر ہی احتمال آفتاب

باتین مہتابی پہ کین اوس نے بہت ہنس ہنس کے خوب
بام گردون پر سنا ہے ہمنے مقال آفتاب

حسن رخ کا ہی منم جو شعاعی تک عروج
ذرہ پر ہر اسکے بعد ہوتا ہے زوال آفتاب

رنگ فق ہوتا ہی تیرے روی روشن سے قمر
صبح صادق ہی دلیل انفعال آفتاب

کیا حسد سے رخ ترا دیکھے عدو روسیہ
شپرہ کیا لا سکے تاب جمال آفتاب

حسن کامل سے ترے کس منہ پہ ہوتا ہی دوچار
محض ناقص ہی رخ بے زلف و خال آفتاب

ہی بڑا اندھیر **امانت** گر نہ ثابت ہو ولیف
ذرہ ذرہ طبع پر روشن ہی حال آفتاب

عاشقوں کے قصر تن کو کیا لیکے جان خراب
یارب ہو یون ہی خانہ حسن بتان خراب

بلبل کا گر چمن مین کرے آشیان خراب
گلچین آہی جو اور رہی باغبان خراب

پایا پتا نہ اوس بت ہرجائی کا کہین
اپنے مکان سے ہم ہوئے تا لا مکان خراب

عاشق کی کام آتی ہی اکثر یہ وصل مین
خیر ونکے منہ مین دیکے نہ کیجے زبان خراب

چلا کے بہاگا تیر سا عاشق کو دیکھ کر
خیرہ وہ نہین ہو گیا مرا ابرو کمان خراب

دعوت کا وعدہ ہی سگ جانان سے بعد مرگ
کہد و ہما کرے نہ مری ہڈیان خراب

عالم دکھا کے دختر رز کے شباب کا
کرتا ہی نوجوانونکو پیر مغان خراب

گوشہ مین بیٹھے بیٹھے مین نحم گشتہ ہو گیا
کی چلے کھینچ کھینچ کی آخر کمان خراب

چاہ ذقن کے پاس نہ آنے دی زلف کو
جس مین گریگا سانپ وہ ہوگا کنوان خراب

ہو لکر دل بھی اب ہنگی نہ ہمری سفا
کوئی کم سن نہین ہے بہ شکل سلیما تو ستم
وحشیو نسے تری دولت نہین جنگل بہی
دام مین الجہکے مجہی ہاتہ سے بالی دیگا
زلف جانانکے سلاسل مین نکالی ہی شبیہ
عشق شیرین مین نہین کوہ کنی کیا
سر کو دیکہہ کے کہتا ہی دل بستۂ زلف
دل مرا ہاتہ سے کیونکر نہ جہپا کر لیتا
نرم دل آیینہ رو یوہین نہ کوئی دیکھا
ہم تصور کے مصور کے ہین قائل واللہ
طائر دل چمن رخ پہ سمجہ کر جہکنا
پنکہا غیر اوسکو ہلا ئینگے اوڑتی ہی نہر

رنج وغم جور وجفا ظلم وستم یاد ہین سب
نگہ غور سے دیکھو تو پریزاد ہین سب
اے جنون خانۂ زنجیر بہی آباد ہین سب
جلسازیکی یہ باتین تری صیاد ہین سب
ایک زنجیر مین جکڑے ہوئے حداد ہین سب
جان کنی کے تری آثار یہ فرہاد ہین سب
ہم گرفتار ہین اس باغ مین آزاد ہین سب
کہ فراموش کے انداز اوسے یاد ہین سب
صاف ہین منہ پہ مگر اصل مین فولاد ہین سب
یون تو مشہور جہان مانی و بہزاد ہین سب
جال پہیلائے ہوئے زلف کا صیاد ہین سب
محنتین آج ہوا خواہ کی برباد ہین سب

کچھ ہی بیہودہ و ناقص تو امانت کا کلام
یون تو کہنے کو فن شعر مین استاد ہین سب

ردیف تای فوقانیہ

کیون ہون نہ لطافت سے پر اشعار امانت
مائل ہی رعایت پہ دل زار امانت
کی بدلے عبادت کے سدا حسن پرستی
جنت ہو بہلا خاک طلبگار امانت

وہ وحشی لاغر ہوں کہ ہر پیچ ہوا سے
زنجیر پہنائی نہ مجھے حداد کی صورت

آزاد ترے ای گل تر باغ جہاں میں
نے جاہ و حشم شاد ہیں شمشاد کی صورت

پہولونکی پہوسلنے پہ نزاکت ہی وہ کوبے
ہی ہر رگ گل نشتر فصاد کی صورت

جو گیسوے جاناں میں پھنسا پھر چھٹا وہ
اس قید میں پھر خوب ہی میعاد کی صورت

بکبک کے چمن میں جو ملاتی ہی مرا نغمہ
بلبل کو دکھا دیتا ہوں صیاد کی صورت

اک غیرت شیرین تو مری لیست ہی کر تلخ
سر پھوڑ کے مرجاؤنگا فرہاد کی صورت

کھینچیں گے مرے آئینہ رخسار کی تصویر
دیکھی تو کوئی مانی و بہزاد کی صورت

یاد آیا سر خاک جو بسمل کا تڑپنا
دل ٹوٹ گیا دیکھ کے جلاد کی صورت

گالی کے سوا ہاتھ بھی چلتا ہے اب انکا
ہر روز نئی ہوتی ہی بیداد کی صورت

ابرو کو چھوا میں نے تو بولا وہ ستمگر
دیکھی نہیں کیا خنجر فولاد کی صورت

ق

اشکوں کو نہ کس طرح جلانے آنکھوں میں جگہ دوں
پیارے ہیں مجھے یہ طفل ہیں اولاد کی صورت

یاد قد دلدار میں سمجھا میں یہی صاف
آئے جو نظر باغ میں شمشاد کی صورت

گلزار نے بھی عشق میں اس سرو رواں کے
ماتھے پہ الف کھینچا ہی آزاد کی صورت

دایہ نے لئے ہمزادی یہ دم مولد جانان
پیدا ہوا انسان پریزاد کی صورت

کس طرح امانت نہ ہوں غم سے میں دلگیر
آنکھوں میں پھرا کرتی ہی استاد کی صورت

ردیف دال مہملہ

ہوا تو وارد نو دفتر نزاکت مین
نبات کی لب شیرین یار سے الکن
حباب ارمکان ہمنے بند ہنوایا

لچک ہی ہی کلائی تری کمر کیطرح
پڑی گرہ پہ گرہ دلمین نیشکر کیطرح
پسند آئی نہ بحر جہان مین دیکیطرح

مشاعرہ کا امانت ہی کسکو ہجر مین ہوش
کہان کی شعر کہان کی غزل کدہر کیطرح

قرآن مین ہی زبان صدا سے بیان صبح
لکہ نہین شفق کا سحر کا بناؤ ہی
دیتی ہین ہر سفید و سیہ کو جلا سین
تارے تہپک رہی ہین فلک پہ دم سحر
پیری مین داغ عشق کا جلوہ ضرور ہی
مہتاب ہی سحر کو ستارہ نہین دم بخود
موتی ہی دور کلفت شب چرخ پیر سے
چہوٹے ہین سر سے جب لپٹے ہین اہنی ہاتہ
بادل نہین ہی سرخ سحر کو قریب ماہ
کیا قہر کر رہا ہی موذن شب وصال ق

والفجر سے عیان ہی زمانے مین شان صبح
ہر رنگ پان سے ہی لال یہ گویا زبان صبح
مہتاب جسکی جان ہی خورشید جان صبح
رکہتا ہی لطف خندہ گوہر فشان صبح
تنویر آفتاب سے اول ہی شان صبح
ہر نے صدا سدا جرس کاروان صبح
ہی آفتاب اختر بخت جوان صبح
ہی شام زلف یار یہ مجکو گمان صبح
انجم کی فوج مین یہ کہلا ہی نشان صبح
ہی بدگمان کو بہلے ہی سے گمان صبح

لاغر وہ ہوں اوٹھائی اگر کشتی شراب
گویا کسی نے رکھدیا میخانہ دوش پر

اللہ رے شمع ساعد جانانہ کا فروغ
جلجائے آکے بیٹھے جو پروانہ دوش پر

رکھتا ہوں باندہ باندہ کے اسباب میکشی
شیشہ کمر میں رہتا ہی پیمانہ دوش پر

زنار سی صنم کے اولجھنے کی وجہ کیا
ڈورا ہی ڈالتا دل دیوانہ دوش پر

رونق فزا وہ رشک سلیمان ہی آج
پریاں نے لے اوڑیں مرا کاشانہ دوش پر

نخچیر وں کے سامنے مری کیا آبرو ہوئی
ہاتھ اوس نے رکھدیا جو ہیں مستانہ دوش پر

وہ مست ہوں کہ پہر جو ذرا محتسب کے
رکھوں سبو و بادہ و پیمانہ دوش پر

عاشق سے بل کیا تو بخوبی سزا ملی
لٹکے ہوئے ہیں گیسوی جانانہ دوش پر

وہ سست بخت ہوں کہ نہ تا گوشہ یار جائے
ٹھکرا کے گر پڑے مرا افسانہ دوش پر

کان نزاکت اوسکو امانت کہیں نہ کیوں
ہو عکس دُرِّ گوش سے جب دانہ دوش پر

بل کیا کرتی ہی عشاق سے جاناں سر پر
پڑھ گئی ہے بہت اب لف پریشان سر پر

آتش آئینہ دم لا اس سے فراواں سر پر
میں تو لونگا کبھی قاتل کا نہ احسان سر پر

فصل گل آئی چمن میں کہ قیامت آئے
عندلیبوں نے اوٹھایا ہے گلستاں سر پر

لاکے ایسے کئے ہمنے کہ پسینا آیا
آئی عریانی میں گر فصل زمستان سر پر

اڑ گیا وہ فرشتے کی نہیں سنتے ہیں
ہوتے ہیں جب بہتر ہاتھی شیطان سر پر

سو چکا چین سے اب چونک اٹھانت ہوئی شام
دن گیا وصل کا آئی شب ہجران سر پر

مستعد ہیں شب ماہ میں بیخوابی پر
چاندنی برق ہی بھولے مہتابی پر

مدتوں سے غم جاناں میں ہیں بیتابی پر
طائر دل کی نکل آئیں نہ سیمابی پر

پھر آتی ہیں جو بدمست اداؤں نے مارا
لیٹے کانٹے مجھے دھوکا ہوا مرغابی پر

ہم مہینے سے ہیں مشتاق ہلال ابرو
دیکھنے چاند کبھی آئیے مہتابی پر

تیرے تن میں یہ ہر رگ پہ ہے محرم کا لباس
آتشی رنگ کا دھوکا ہے مجھے آبی پر

زیب جس کی مجھ بس ہے ہی عالم میں
پستی گوٹ بہت کھلتی ہے عنابی پر

گر لگاوٹ نہیں اغیار کے بالا بالا
کو لے آتے ہیں کہاں سے تری مہتابی پر

چاندنی رات ہے کمرے میں نہ گاؤ نہ شراب
آفتابی کا نزاع آج ہے مہتابی پر

تو وہ ہے صید فگن دشت میں رکھے جو قدم
آنکھیں آ کے سے ملے بیٹھ لیے مرغابی پر

ابر کا ٹکڑے جگر ہو بیزاری یہ سدا
پارہ پارہ دل سیماب ہے بیتابی پر

چرخ پر ضو مجھی ثابت ہوئی سیاروں سے
اوس لیے ٹانکے جو ستارے کلہ آبی پر

سہرا دیکھا نہیں عالم نے عروس شب کا
پہلجھڑی چھٹی کسی رات کو مہتابی پر

۴۳

ذلت دہ عدو میں ہا بعد مرگ بھی
رنج ہے ہر شب مژہ کا دل میں اعدا کے
مستونکی طرح جھوم رہا ہی ترے آہنگ
روشن ہی حال چرخ کی اندھیر کا دلا
نفرت ہی اسقدر مہ و غیر سے ہمیں
چھوڑیگی بندش در و زندان فکر طبع
عریان تنی کا بعد فنا بھی رہا اثر
ہی یاد زلف میں دل بے داغ منتشر
بیجا ہی اسپ و خیمہ و خرگاہ پر غرور
تار شعاع شعلہ ہی محفل میں ورد وو
ذیل سے عزیز کیا شربت وصال
جھٹکے جو بال دست حنائی سے یار نے
بعد فنا بھی لغمت دنیا کی ہیات ہو
منہ اسکا چاند سا جو کبھی ہو چراغ بزم
پہنی ہی مچھلی کان میں کس سحر حسن نے

آ کر رقیب ناک چڑھاتے ہیں گور پر
تیرو نکا مینہ چمن میں برستا ہی مور پر
کیا شیشۂ شراب کا ماتھا ہی ڈور پر
آگہ نہیں ہی رستم دستان کی گور پر
مضمون کبھی لڑا نہ طبیعت کے زور پر
موتی ہیں چڑھ گئے نگہ خوطہ خور پر
چادر کو تکیہ دار نے چھوڑا نہ گور پر
کالی گھٹا کے شوق میں کھولی ہی مور پر
خر لوٹتے ہیں تربت بہرام گور پر
کیا شمع کے پتنگ بھی اڑتی ہیں دور پر
شیرین کا دونگا فاتحہ میں آپ شور پر
کیوڑے ہزاروں پڑ گئے منہد نگور پر
گھی کے چراغ جلتے ہیں زاہد کے گور پر
جھنجھلا کے شمع ماہ کو مارے چکور پر
کھو لے ہی مرغ دل صفت غوطہ خور پر

۴۷

کل گھر سے جو وہ نکلا اک حشر ہوا برپا — دل لے گئے عالم کے رفتار اسے کہتے ہیں

اوس ماہ کا ہے جلوہ عشاق کی محفل میں — یوسف اسے کہتے ہیں بازار اسے کہتے ہیں

تصویر کو سکتا ہے کہتے ہیں جسے نقشا — آئینہ کو حیرت ہے رخسار اسے کہتے ہیں

اک رشتۂ الفت میں گردن ہے ہزاروں کی — تسبیح اسے کہتے ہیں زنار اسے کہتے ہیں

ہے ورد زباں انکو نام اوسکا سدا واعظ — زاہد اسے کہتے ہیں ابرار اسے کہتے ہیں

محشر کا کیا وعدہ یاں شکل نہ دکھلائی — اقرار اسے کہتے ہیں انکار اسے کہتے ہیں

ٹکراتا ہوں سر اپنا کیا کیا در جاناں سے — جنبش بھی نہیں کھاتی دیوار اسے کہتے ہیں

دل نے شب فرقت میں کیا ساتھ دیا میرا — مونس اسے کہتے ہیں غمخوار اسے کہتے ہیں

اک قطرہ نہیں مے کا میخانہ میں اے ساقی — خم کر دیے سب خالی میخوار اسے کہتے ہیں

دل ہجر کی شب غش ہے بیدار ہے چشم اپنی — بیہوش اسے کہتے ہیں ہشیار اسے کہتے ہیں

شب گذری سحر آئی بک بک کے تھکا عاشق — بوسہ نہ دیا اوس نے تکرار اسے کہتے ہیں

کب باغ کو نسبت ہے اوسکی رخ رنگیں سے — جنگل اسے کہتے ہیں گلزار اسے کہتے ہیں

مژگاں نے کیا بسمل کہتے ہیں اسے خنجر — ابرو نے مجھے مارا تلوار اسے کہتے ہیں

خاموش **امانت** ہے کچھ اف بھی نہیں کرتا — کیا کیا نہیں اے پیارے اغیار اسے کہتے ہیں

حلال کرتا ہی زاہد عبث نصیحت سے
ہم آب کب سے آب حرام لکھتے ہیں

شفق میں ہوتا ہی شک آفتاب کا جسکو
جو ہی کا اوس کف نگین ہو جام لکھتے ہیں

ہوا کے گھوڑے پہ رہتے ہیں صبح و شام سوار
وہ کب سے فرس تیز گام لکھتے ہیں

تصور رخ و گیسو میں زندگی ہی وبال
اجل کی راہ ہم اب صبح و شام لکھتے ہیں

پھنسا ہوں جال میں صیاد کھول لا کیونکر
گرہ میں پانہیں ایک دام لکھتے ہیں

کمر کی لفظ لکھا کرتے ہیں مگر ہم
نشان جب نہیں ملتا تو نام لکھتے ہیں

اکیلے گھر میں مجھے وہ سے دور کر لینا
کہا کہ ہٹ در و دیوار و بام لکھتے ہیں

تصور قد موزوں میں پڑھتے ہیں میرا
خیال رخ میں گلستان تمام لکھتے ہیں

ہمیشہ صورت قرآن ہم نہیں واقف
تمہارا مصحف رخ لا کلام لکھتے ہیں

خدا نے جنکو امانت دیا ہی ذہن رسا
وہ چشم لطف سے اپنا کلام لکھتے ہیں

ہوا جو کی اوس نازنیں نے زلف فرو آتے ہیں
آشنا ابرو کہ لہراتی ہی ناگن آتے ہیں

جب نہانیکو وہ اوترا تا نگر دن آتے ہیں
دن وہاڑے ہو گئی ایک شمع روشن آتے ہیں

کیا طلائی رنگ و کہلاتا ہی جوبن آتے ہیں
پرتو رخ سے چمک جاتا ہی کندن آتے ہیں

غرق رہتا ہی دخو اشک سے تن آتے ہیں
مردم آبی ہو نہیں میرا ہی مسکن آتے ہیں

٥٥

جھکاتا ہون کب التجا کے لیے سر — عبث آپکو آسمان کھینچتے ہین

ہوا وصلت روح و تن سے یہ ظاہر — سبکدوش بار گران کھینچتے ہین

کشاکش نفس کے گلے کو ہی خنجر — عجب ہچکیان ناتوان کھینچتے ہین

رخ زرد عاشق کا لیتے ہین کوہ — وہ عطر گل زعفران کھینچتے ہین

کشیدہ ہین گلچین کشاکش ہین دم ہے — شجر سے مرا آشیان کھینچتے ہین

جنون آؤن صحرا کو کیونکر چمن سے — کہ دامن مرا باغبان کھینچتے ہین

گلو رو کے خط و رخ کا لکھتے ہین مضمون — شبیہ بہار و خزان کھینچتے ہین

کہلائے نہ شنکی نہین پیر گردون — بہت آپ کو نوجوان کھینچتے ہین

محدنہ ہی کہوے مری تنکے خاطر — زمین کے تلے آسمان کھینچتے ہین

نہونگا نشانہ مین تیر مژہ کا — عبث چلّے ابرو کمان کھینچتے ہین

لگائے ہین فراشی پنکھی جو اوس نے — ہوا خواہ کیا ڈوریان کھینچتے ہین

شجر سبز کرنیکو پانی کنوین کا — عبث چاہ سے باغبان کھینچتے ہین

عرق ریز ہی آتش گل سے لالہ — چمن بادۂ ارغوان کھینچتے ہین

لگایا ہی کیا دانت غم نے بدن مین — مری پوست کو استخوان کھینچتے ہین

گلو نکلی ہی قلیان کشی حسن محفل — نزاکت سے کیا کیا دھوان کھینچتے ہین

ابرو نہیں ہین سر کو دنبالہ کی قریب
پہل تیغ کا لگا ہی یہ شاخ غزال مین

آواز کا ہی عذر شکایت ہی ساز کی
نغمہ ہزارون کرتے ہین وہ اک خیال مین

غیر سیاہ دکانہ ہیٹ پر رکہو
کمل کا کیون لگاتے ہو پیوند شال مین

خالی کہان ہین آپ سے عالم کے ہیبر ملند
قبضہ نہین ہی دیکہہ لو تیغ ہلال مین

زینت شکستہ دل کی ہی کو نکین پسند
شانہ ہوا نہ کاسۂ چینی کے بال مین

دوڑی ہی پھڑک پھڑک کے جو مین نے توڑ لگا
صیاد بولا دام لگا سے ہین جال مین

یون ساتھ ہین نبی کے امامت امام سب
بارہ مہینے جیسے کہ ہین ایک سال مین

تیغ نگہ کا وار جو بیخوش نظر کرین
آنکھون سے سینہ مردم دنیا سپر کرین

فریاد ہجر مین نہ کہین لیست کہبر کرین
مر جائین بہی تو ہم نہ کسیکو خبر کرین

ہم وہ نہین کہ جان کا خوف و خطر کرین
کہینچین جو آپ تیغ تو سینہ سپر کرین

سو قوف آہ و نالہ نہ ہم عمر بہر کرین
ہو جائین ہو نٹہ خشک تو شکوہ نسی تر کرین

دل زندگی سی سیر ہی ہر جا ہی جستجو
ایسا مقام ہو کہ جہان سے سفر کرین

ممکن نہین کہ رحم نہ او سنگدل کو آئے
تہہ کے دل مین نالے ہمارے اثر کرین

درد در پہرایا او سنے کیا جسکی دلمین گہر
جی چاہتا ہی گور کے اب دلمین گہر کرین

اے گلفروش پھرنے لگی گل گلی گلی
آئی بہار پیٹ سے نکلے چمن کے پاؤں

جو عضو ہے سو حاسد ہوا نازک سبک و
چھپنے کی ہے کمر او سے حق نے ہر انکو پاؤں

زنگ حنا نے اوسکو جواہر کا کردیا
یاقوت کے ہین ہاتھ عقیق یمن کے پاؤں

ثابت قدم رہا جو امانت کیا کمال
کانپے نہ اس زمین مین کب اہل سخن کے پاؤں

چاند مین ہے داغ روے یار پر اک تل نہین
ناقص اوسکے سامنے کیونکر کامل نہین

اے طبیبو سنگ ہے سینہ مین اپنا دل نہین
سل کی بیماری ہے کچھ تدبیر سے حاصل نہین

ماہ نو بڑھتا ہے ہر شب اور ہم گھٹتے ہین روز
عشق ابرو مین کوئی اپنی طرح کامل نہین

دود قلیانکی عوض اوٹھتا ہے آہونکا دہوا
حسن محفل مین ہے تیرا اے صاحب محفل نہین

پاؤن ناقہ کے کھنچے جاتے ہین سوی دشت نجد
تیرا احسان قیس پر اے صاحب محمل نہین

باغ عالم کے حسینونمین نہین رنگ وفا
اس گلستان کا کوئی گل دیدنکے قابل نہین

اے فرشتہ خصلتو زہرہ جبینو پر فریب
دام زلف انکا کم از قید چاہ بابل نہین

دافع ہین اسپند کے اے جان ہر چشم بد
گورے گورے منہ پہ تیرے کالی کالی تل نہین

مست ہین جام مے عرفان سے زاہد تک سبہی
کونسا ہشیار اس میخانہ مین غافل نہین

دیکھ کر کشتونکو دل ٹہرا یا تو یون بہلا دیا
مسلخ قصاب ہے یہ کوچہ قاتل نہین

پیتے لئے گھورا جو آج سبّ تو ہو لالا شکر
جی مین آتا ہی نکلواؤن تمہاری آنکھین

ثانی لیجائیگا ای حسرت دیدار ترا
بند ہونگی نہ سو پہ بھی ہماری آنکھین

دل کہ ہر آنکھہ پڑی پر نہ وہ آنکھہ آئی نظر
غم مین جس آنکھہ کے ہین کہو رہی بیزار آنکھین

جب نظر کی تو پڑا ابرو خمدار مین بل
ای صنم ہو گئین اس تیغ کی عاری آنکھین

غش ہوا تو تری عشق مین پایا الیا
لے گئے سو ملک علم آج سدہار آنکھین

دیکھا کرتے ہین کسیکو رخ رنگین کی طرف
عین گلزار مین ہتی ہین ہمار آنکھین

کھینچ دے یار کا نقشا جو الیا مانی
وہی ابرو ہون بعینہ وہی پیاری آنکھین

دیکھا نرگس کو نظر بہر کے امانت نے پہر
آگئین یاد چمن مین جو تمہاری آنکھین

دل کسکا تجھہ پہ ای گل تر مبتلا نہین
اسکو ریاض دہر مین تیری ہوا نہین

باتین سناتی ہین وہ ہمین لیکر مال و زر
سچ ہے کہ مفلسی مین کوئی آشنا نہین

کرتے ہو عاشقون پہ ستم جان جانکر
واللہ کیا ہو تمہین خوف خدا نہین

ناحق گلا کے ملتے ہو سر کہی
ہم زیست سے خفا ہین کسی سے خفا نہین

انسان تو کیا فلک کے ٹھہرتے نہین ہی آنکھہ
خورشید ہے زمین پہ ترا نقش پا نہین

الیسے مزا چکھا دو غم ہجر یار نے
واللہ دل لگانے کا اب حوصلہ نہین

٦٧

[illegible]

سر اوٹھایا ہی جنون نے عشق لف یار نے
لاک لاکر بزم مین عاشق برا کر دیا
پلکین جھپکانیکا قاتل کو ہوا ہی تازہ شوق

پاؤن کو درکار ہی زنجیر بہاری اندنون
چھٹے ہی لله پردمین ستاری اندنون
چل رہی ہی دل پہ عاشق کی کٹاری اندنون

ٹھنڈی ہی سانسین بھرتے ہو ہر دم امانت کسلیے
جان جاتی ہی کہو کس پر تمہاری اندنون

اپنی نالون سے نکلتے ہین شرار گہن
عید کا دن ہی پریزادین ساری گہن
آسمان کا ہی گمان سب کو زمین پر آج
ہون وہ دیوانہ سلیمان کی قسم ان کی طرف
چاند باہر رخ روشن پہ کیا ہمنے نثار
داغ رخ سینہ پہ ہی دل مین ہی دود نہان
یک بیک شب کو جو وہ شکل قمر آنکلا

آگ لگجائے کسی رنج ہمارے گہن
راجہ اندر کا اکھاڑا ہی ہمارے گہن
تیرے پاپوش کے گرتے ہین ستارے گہن
تخت پر پریون کو صبا لاکے اوتارے گہن
مارے صدقے ترے انتون یہ اوتارے گہن
چاند دو اونکے باہر ہی ستارے گہن
چاندنی کھل گئی نور آ مر ساری گہن

سب امانت ہی ہی پوچھتے ہین صبح وصال
چاند ادھر آیا تھا کیا شبکو تمہارے گہن

دم رفتار اولجھتی زلف مین تیکی چھپا ہین
تمہارے گیسوؤن کی سانپ اپنے کو ڑیا ہین

[illegible]

[illegible]

لگا دی آگ پانی مین نہا کر جس ہیو کی نے
جبابو نکا نہین جو بہت دل دریا مین اپنے

صف مژگان پہ ابرو جو ہی جھک کر گرہ ہی
رو پہلی بیڑ قین کہوے ہوئے ترکی سپاہی

امانت عشق کے پھندے سے چھٹنا سخت مشکل ہی
خدا ہی جان کورکہے پڑے ظالم کے پالے ہین

چہرہ ایسا ہی منور کہ جسی کہتے ہین
ہاتھہ آیا ہی وہ دلبر کہ جسے کہتے ہین

کیا حقیقت ہی تری غنچہ و گل کی بلبل
مین بھی کہاؤن وہ گل تر کہ جسی کہتی ہین

قاصدا منہ ہی ترا کیا جو آوے دی پیغام
ہی ہمارا وہ پیمبر کہ جسے کہتے ہین

آدمی کیا کہ نہو عشق تاکہ روح کا دخل
مر کے پیدا کرین وہ گوہر کہ جسی کہتی ہین

لاکہہ ٹکرا ئے کوئی نہین ہوتے ہین خبر
دل تو نکا ہی وہ پتھر کہ جسی کہتے ہین

وصل جانا نکی کوئی بن نہین پڑتی تدبیر
ایسا بگڑا ہی مقدر کہ جسے کہتے ہین

چشم محبوب نہین کہتلتی تا ہی تنکے کیطرح
سن ہمارا ہی وہ لاغر کہ جسی کہتے ہین

سر کشتی میری چلی دشت جنون مین کیا کیا
ہین بگولے وہ ہالو یہ کہ جسی کہتی ہین

جستجو ہے کسی قاصد کی پئے نامہ یار
مرغ دل ہی وہ کبوتر کہ جسی کہتے ہین

ہاتھہ سے اپنی ملا دے مرا ساقی جو شراب
وہ چڑہاؤن کئی ساغر کہ جسی کہتی ہین

خواب مین بات رقیبونسی نہین کر سکتا
یار کو ہی وہ مرا ڈر کہ جسے کہتے ہین

٦٩

[illegible] تیغ نگاہ مین
وہ راز ہون کہ [illegible] تیغ نگاہ مین
اندر سے [illegible] کیا
[illegible] حسن [illegible] نگاہ مین
[illegible] ہو کا [illegible] تیغ نگاہ مین
ادھر کے خون [illegible] قاتل [illegible] راہ مین
[illegible] پناہ رسالت پناہ مین
[illegible] کوئی آفت زدہ مین

ناصحا عشق کے دریا سے ڈراتا ہی کسی
دیدۂ تر سے نچو رومال کا گوشہ ہی بلکہ
پہلے ہی قبر پہ وہ پہوڑتے آئے شب دفن
اوڑ گیا مین جو قفس سے تو پکارا صیاد
خون سے ہو دامن دو ہیع قاتل افشان

دل ملا ہی وہ شناور کہ جسے کہتے ہین
موج زن ہو وہ سمندر کہ جسے کہتے ہین
لائے پہولونکی وہ چادر کہ جسے کہتے ہین
ابکی کالون وہ تیری پر کہ جسے کہتے ہین
ایسا تڑپون تہ خنجر کہ جسے کہتے ہین

کہوین کس آئینہ رخسار نے رکہا ہی قدم
آج امانت ہی وہ ششدر کہ جسے کہتے ہین

دوڑا وہ آنکہ کو نہ صنم عین آہ مین
دیکہی جو وا نت اوس یکتا کی آہ مین
آمد جو اوس پسکی ہوی صید گاہ مین
پڑتی ہی آنکہ شعلۂ مشعل پہ راہ مین
ہر دل عزیز ہی یہ ہماری نگاہ مین
تاثیر دے خدا جو مرے دود آہ مین
دیکہا جو اوس نے مر گئے ہم عین آہ مین
خون بہہ گیا ہو تجہسے ہی قاتل کی راہ مین

موج آئی نازکی سنے پائے نگاہ مین
موتی پروئے چشم نے تار نگاہ مین
آنکہین چہپائین آہو نے عین آہ مین
روشن ہی گیند یار سے تار نگاہ مین
تل ہی تری قفن مین کہ یوسف ہی چاہ مین
کاجل لگائین دیدۂ خورشید و ماہ مین
تیر قضا کا تو طلبے تیر نگاہ مین
خنجر سے گلے سے ملا عید گاہ مین

عشق کا ان یار مین دل ہو فغان [illegible]
عشق کا سر لگا ہی [illegible] سے تیر آہ مین
شتابی کی کس شکار فگن کو ہی آرزو
چڑھا نہین ہماکی سوا صید گاہ مین
پلکو جو کر گئی شب فرقت مین تیر آہ
چہاگئے داغ آنکہ نظر روی ماہ مین

[illegible]

قیامت مین چلیگا بانکپن ہر گز نہ ابرو کا ۔ جو ٹیڑہا ہوگا اوس سے جائیگا سیدہا جہنم کو

علیؑ کا نام دلپر نقش رہتا ہی امانت کو
نگین قلب پر کندہ کیا ہی اسم اعظم کو

ردیف ہا

عشق بتان سے پونچھیہ ابدال کیا ہی ۔ آفت ہی قہر ہی ستم ہی غضب ہی بلا ہی
کہتے ہین سب کہ بڑا مینوا ہی یہ ۔ الفت کی ابتدا کی نہ ہو لا انتہا ہی یہ
اچھا ہی روز ہجر نہ فرقت کی شب دیا ۔ دیو سفید وہ ہی تو کالی بلا ہی یہ
کہتا تہا جیسے مین کہ نہ عاشق ہوا ہو تو ۔ صد حجاب اوٹھاۓ تو اسکی سزا ہی یہ
تصویر کیا ٹہر سکے اوس مکہ کے سامنے ۔ آئینے و نگ ہے ترے بین جوش صفا ہی یہ
شانہ صفت کو دیکہہ کے بولا یہ مجہسے دل ۔ اون گیسوؤن کے کوچہ کا اونچی گدا ہی یہ
کیا نسبت اپنی آہ ہی نالے کو غیر کی ۔ جہونکا خزان کا وہ ہی تو باد صبا ہی یہ
کہتے مین نہین لڑا ہون جو بلبل کا ہی پیام ۔ آکر ہنسا تو وہ بکہ کہ تمسے خفا ہے یہ
ہر دست شاخ پر زر گل یون ہی اہوا ۔ ای بلبل شہید ترا خون بہا ہی یہ
موسیٰ کا معجزہ ہی مہر ہست آشکار ۔ کب یار کی ہتیلی مین رنگ حنا ہی یہ
پونچہا زمین کو ہی منعم پر جو بین لضر ۔ آئی صدا فلک سے کہ دار الشفا ہی یہ

دم مین نکالدیتے ہین لف بتا نکال / شانونکو بہی خدانے دیے ہین بلا کی ہاتہ
دولت خداپرست لٹائین جو فقر کی / پہیلائین بادشاہ بہی لو گدا کی ہاتہ
سونچی سزا نہ لف کی چہونے پہ دو رکے / بہیجا ختن مین کاٹکے اہل خطا کی ہاتہ
دریا پہ آشنا ونمین رہجای آبرو / چہینٹا لگاتی ہے کمرمین ہر بلا کی ہاتہ
گندہی ای شب کو بارسے چوٹی رقیب نے / باندہے چڑہا کی پیچ پہ کیا بیحیا کی ہاتہ

دولت کی ڈرسے لغزش امانت ہی پاؤنکو
عزت مری ہی عشق بتان مین خدا کے ہاتہ

ردیف یای تحتانی

جہان مین ہر وہ نغمہ ہی وہ غیرت لیلی / ہزارون سنگئے مجنون جو دیسکی لیلی
کہ نہین کہ نکلا وہی جو دہوین اٹکا چاند / نقاب رخسے جو اولٹی تو چاندنی پہیلی
سکت بنا رنگ طلالی کا حال خط مین جو یار / پہر نگا اشرفیونسی مٹہی انکی ہتہیلی
ہوا نکہار تو میری تہی او سنی پوچہی بات / بدن پہ پیرہن اوجلا لگا وہ کی میلی
دل آہو و نکا ہوا ایسکے رشک سے شق / تمہارے آنکہ کے کاجل کی جب خبر پہیلی
نہین ہی عاشق صادق مین جلوہ معشوق / کہا زبان سے مجنون نے کیون انا لیلی
کسی نے ہاتہ سے لے نعرہ زن ہوا کوئی / ق / زمانے مین مرے مرنیکی جب خبر پہیلی

غل مچا کے کیون نہ برہم ہو گئی وہ چچا بیسر
بال کہنگر زلف کی زنجیر آدہی رہ گئی

میرے زخم دل نے دکہلائی جو تاثیر کشش
ہاتہہ مین سفاک کے شمشیر آدہی رہ گئی

قبر کے اوپر لگا یا نیم کا اوس نے درخت
بعد مرنیکے مری توقیر آدہی رہ گئی

طول کہیو بال مشاطہ نے باندہی رہی رات
پر شب الفت بنی پیر آدہی رہ گئی

یار نے بنوا کے خط نسخ پر کہین قلب نقط
اس کلام اللہ کی تفسیر آدہی رہ گئی

ہو گیا منصف جنون کا جبکہ مجہ وحشی کا نام
ایک زمین قیس کی جاگیر آدہی رہ گئی

کب تلک کاٹی گا سر اندہیرے چہپا نہین
شمع محفل ابتو ای گلگیر آدہی رہ گئی

پہٹ گیا دل آج دست اندازی اغیار سے
ہاتہہ مین میرے تری تصویر آدہی رہ گئی

دشت پیمائی مین مجہ وحشی کو چہٹکی دکہنا
ایک زمین پاؤنکی زنجیر آدہی رہ گئی

کام میرا اوسکی ناوک سے نہ جب پورا ہوا
معرکہ مین آبروی تیر آدہی رہ گئی

مین مکدر یون ہوا دو ٹکڑے تیغ یار سے
ٹوٹ کر جیسے گلی تصویر آدہی رہ گئی

حال دل سارا نہ شبکو کہنے پایا یار سے
نیند اوسی آئی سحری تقریر آدہی رہ گئی

عالم رویا مین جو دیکہا وصل اک لحظہ بلا
ہو گئے ظاہر خواب کی تعبیر آدہی رہ گئی

چہوڑ کر سر مر گیا شیرین کے غم مین کوہکن
بیستون پر آ کے جوئے شیر آدہی رہ گئی

ناتوان وہ ہون کہ سارا خط نہ اوسکو لکہہ سکا
ہاتہہ سے چہوٹا قلم تحریر آدہی رہ گئی

[illegible]

مجھ پہ آنچ آ نہ سکیگی دوزخ میں ساتھ ہے اے چشم تر جو تو ہو گی

ہاتھ دھوئیں گے جبکہ دنیا سے نہیں حاجت وضو ہو گی

چاٹ لینگے مرا لہو جیسے دم تیری تلوار سرخرو ہو گی

ای زمین ہڈیاں میں ڈونگا نہ خاک سگ جاناں سے بڑھ کے تو ہو گی

گل تری رخ سے ہوگا صاف سفید نرگس آنکھوں سے زرد رو ہو گی

عطر ہرگز لگا نہ مشاطہ یار کے پیرہن میں بو ہو گی

لخت دل آ گئے جو چشم تر کی طرف روشنی اب کنار جو ہو گی

اگر اوس گل کے گوش کی ہوئی چاہ در شبنم کی آبرو ہو گی

مے کشی اپنی ہے ترقی پر جام سے خواہش سبو ہو گی

ہجر میں ہمکو تلقل مینا صورت گریہ در گلو ہو گی

یاد رخ میں بھر آئینگی مری چشم عین گلشن میں آب جو ہو گی

تھے لے بلبل زبان چمن میں ہزار پر نہ تیری سی گفتگو ہو گی

کسکو جز کو ہے یار دنیا میں باغ جنت کی آرزو ہو گی

زر کی جانب نہیں ہے رخ اپنا اشرفی آ کے زرد رو ہو گی

خاکساری جو ہو گی دل سے جدا خاک ساری پھر آبرو ہو گی

[illegible]

[illegible]

وہ پہنتے ہین چنپئی پوشاک — زعفران آج زرد رو ہوگے

اے قیامت بلا ہی قامت یار — کیا بھلا اوس سے بڑہ کی تو ہوگے

شہر سارا بسے گا عنبر سے — وا اگر زلف مشکبو ہوگے

پہنچی اوس لب پہ پان کی لالی — اب یہ لاکہون مین سرخرو ہوگے

لینگے نام سے علے امانت ہم
جب فرشتون سے گفتگو ہوگے

زلف مین نقرۂ موباف کی تیاری ہے — دل بیمار پہ یہ رات بہت بہاری ہے

یاد کاکل مین مجہے مشعلۂ زاری ہے — بوندیان پڑتی ہین برسات انہیاری ہے

ساتوان جسکو جہنم ہو زمانہ کہتا — اک ہر نالۂ جانسوز کی چنگاری ہے

خیمۂ چرخ مین تارونکی جگہہ مین سوراخ — شعلۂ آہ شرارت پہ تری ساری ہے

آدمی سے یہ لپٹتی ہی بلا کیصورت — تف ہی دنیا پہ عجب جسکی ہتہکاری ہے

پلکون چرخ سے معلوم ہوا شیشہ کی پاس — قصر دلدار کا یہ پردۂ زنگاری ہے

بوسۂ دست کا دلا لیکے اوٹہا تہا عشق — چوم کر چھوڑ دے تہہ یہ بہت بہاری ہے

کہیلتے ہین نئی ہولی بت سفاک سے ہم — رنگ ہے خونکا او زخم کی پچکاری ہے

وزن بنتے ہین مری جان جہٹتے ہین تو تنکو تانا — آتش افروز رقیبونکی یہ گلکاری ہے

چین آفاق میں اک دم نہیں نے قلم سخن
ہرزہ گوئی کی امانت تجھے بیماری ہے

پچھتائیے گا بات مری مان لیجیے | میں جان دونگا آپ یہ پہچان لیجیے

دست جنوں نگاہ ہے اشارہ ہے میری طرف | دامن کو چھوڑیے تو گریبان لیجیے

لب خشک چشم تر ہے زبان لال چہرہ زرد | عاشق کو شکل دیکھ کے پہچان لیجیے

مرنا مجھے قبول ہے صد منہ نہیں قبول | دل دیجیے خدا کے لیے جان لیجیے

خلعت خریدئیے نہ دو کانسے رقیب | پہلے مرے کفن کے لیے تھان لیجیے

شانہ ہلا اوترا ہے وہ شوخ سنگدل | تربت میں ہاتھ پاؤں ذرا تان لیجیے

بلوائیے نہ نزع میں اوسکو رقیب سے | مرجائیے نہ غیر کا احسان لیجیے

مرجائے اکدم میں اموتہو کے رقیب | منہ میں بیمار منہ سے جو اک پان لیجیے

ہے صبح وصل وقت شہانا ہے اے صنم | للہ ہیر دینگی کوئی تان لیجیے

کہتا ہوں میں جنوں میں سنو کو دیکھکر | پنجہ میں آسمان کا گریبان لیجیے

محفل میں کسلئے آئے ہیں دزدیدہ ہے نظر | آنکھیں لڑا کے چور کو پہچان لیجیے

آیا مری لحد پہ یہ کہکر وہ پردہ دار | چادر کفن کی منہ سے ذرا تان لیجیے

شیشہ میں اوس پری کو اوتارا ہے ٹٹولکر | سر پر چڑھا ہے رقیب کے شیطان لیجیے

جھونکا نہیں پچھلے کو نسیم سحری کا
ہر شمع کو حسرت کا یہ پروانہ ملا ہی

ہوگا کوئی دنیا میں نحیف اس سے سوا کیا
پامال ہوا ہوں جو مراد کر چلا ہی

شبنم کو نگاہوں میں جگہ دیتی ہے نرگس
کیا آنکھ کا پانی چمنستان میں ڈہلا ہی

آہوں کا دہواں ہے طرف چشم ترا بیت
گنگا پہ یہ مردہ کسی ہندو کا جلا ہی

لب ہیں لب جام اور دہن اوسکا ہے گلا
ساغر سے ہے مست آنکھ صراحی سا گلا ہی

بالوں کی گرہ کھولکے بولا وہ اولجھ کر
جنجال میں پڑتی مری زلفوں کی بلا ہی

ہاتھ آتے ہیں بلبل کے عوض قمریاں تو
صیاد کو کیا ظلم گلستان میں بہلا ہے

پروانہ پتنگوں کو اگر ہو تو گلا کیا
فانوس میں چھپ بن ترا آے شمع ڈہلا ہی

غافل ہے نہ قلقل کی صدا خوش نکلے
ہر مست کے پنجہ میں صراحی کا گلا ہی

جب یار کی نظروں میں سما کر ہی غش آیا
پتلا مجھے ہر آنکھ نے مژگان سے جہلا ہے

ڈرسے نہ امانت کو اوٹہا جان کے دشمن
عاشق ہے ترے دم کا برا ہی کہ بہلا ہے

سبکو ہمارے بعد یہ جلنے سے ننگ ہے
پتھر ہی اپنی قبر کا مردار سنگ ہی

ہر سمت بود و باش فضا کا ڈہنگ ہے
اسبال لکھنؤ میں گلفرنگ ہی

کیا دل میں اوہ کرنیکا مرغوب ڈہنگ ہے
اوس ترک نوجوان کا فرس ہی نہ تنگ ہے

تا شیشہ ء فاختہ سے سر و ہی ستار
مضراب گل نسیم کی جنبش میں دہنگ ہے

موج صبا سے ضرب قلم کی ہوا آشکار
شبنم سے ہر پیالہ گل جل ترنگ ہے

آئینہ ہی محو چشم ہو دل مست خط سبز
ساغر میں ہی شراب صراحی میں بنگ ہے

ہی چشم تر میں اک بت مہ رو کا شکل عکس
کیا چاندنی کھلی ہوئی بالای گنگ ہی

بعد فنا بھی زیر میں ہم ہی خدا گواہ
شکل وہان یار مری گور تنگ ہی

دیکھا ہی جلسے اوس خم و قامت کا رنگ
شمشاد و فاختہ گل و بلبل میں جنگ ہے

جاتے ہیں جا پر پائے نہ جھے انکسار سے
صحرا میں جو ہو شیر ہمارا پلنگ ہی

سر سرکہ سنگ رہا ہی نزاکت سے آئینہ میں
تیغ نگاہ یار میں بھی آج زنگ ہے

پہونچا سبز شبنم گل میں نہیں عکس
لبریز پھول کی یہ کٹوری میں بنگ ہے

دل پر لگی ہی جلسے خیال صنم کی چوٹ
پائی خیال یار محبت میں لنگ ہے

انگیا ہی ایک بت کی مری چشم تر کو پاس
بنگلہ پڑا ہوا لب دریاے گنگ ہی

ہون تنگ فی زمانہ امانت یہ زیست سے
قید حیات بھی نہ مجھے قید فرنگ سے ہے

محال ہے مفسد نکا بزم جاناں میں گذرا ہی
علاقہ کیا رقیبوں سے امانت کا ہمارا ہے

کب دن ہو نظیں محبت کی گور آشکارا ہی
نمایاں حوض کوثر میں مرد کا نہرا رہا ہی

لکھا ہے اپنی دینی میں شاہان ہند سے
اسلام میں بھی ساتھ الف کی سلام ہے

کیوں مرغ دل نہ زلف و رخ یار پر گری
پھیلا ہوا گلاب پہ سنبل کا دام ہے

عارض پہ عین حسن خم زلف دیکھنا
خط کی قلم سے یار نی لکھا یہ لام ہے

خط آیا چاہتا ہے مقدر کی سمت سے
حسن عذار یار کی مدت تمام ہے

زر روز و شب کی کارنمائی کو دیکھنا
صاف اطلس فلک پہ ستاروں کا کام ہے

یوسف ہے حسن یار کے کمال میں مثال
ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہ تمام ہے

پس جا خوف ہے کہ نہ سمجھ ناتوانی فکر
مضمون کا دل میں جو سوا ازدحام ہے

ایما ہے روی یار سے ام الکتاب کا
بینی الف ہے میم دہن لف لام ہے

کاٹا ہے یار نے مری تو نکلوا اسقدر
گویا دہن میں کام زبان کا تمام ہے

دو عارض سفید ہیں دو گیسوے سیاہ
وہ دن ہے رات سے رہ سحر ہے وہ شام ہے

زاہد کو ہی نماز میں ہے یاد قد یار
قد قامت الصلوۃ زبان پر مدام ہے

کوٹھے پہ جا کی ہیئت زیور بدل گئے
مجھے ستار کے کان بالی کی بام ہے

فصل خزان میں نالہ جانتے ہیں گران
بلبل کے مرثیہ کو ہمارا سلام ہے

راضی نہیں ہے تجھ سے جدائی میں کس کا دل
کفار کے زبان پہ بھی رام رام ہے

بو چہار و دیکھنا زر گل کی صبا کی ساتھ
بکھری ہے جو چمن میں تمامی تمام ہے

[illegible]

تلخی غم کے سبب ہر کی ہوتی ہے تلاش
حق مین عاشق کی نبات اسکا گرنا سم ہے

ہان وہ کہاتی ہین مین تہوکتا ہون غم سے لہو
اونکی ہونٹونپہ ہے سرخی مرے لب پر دم ہے

کسکے نالون نے کیا بزم کو روشن مطرب
آج کیون شعلۂ آواز ترا مدہم ہے

قتل سے میرے ہوا کسقدر پشیمان قاتل
سرنگون قوس ہے شمشیر کی گردن خم ہے

کسکو شامت نے لیا رات سے دیکھے ہین تنا
کیون مزاج آج ترے گیسونکا برہم ہے

کبہی پہلو مین جگہ دیتا ہون گہہ زینہ پہ کبہی
ہجر مین خنجر خونخوار مرا ہمدم ہے

دور ساغر مین نظر آتی ہے سیر دنیا
جم گیا جام کا حبب رنگ تو ساقی جم ہے

سرکشی گہر مین خدا کی نہین چلتی ہرگز
دیکھیو کعبہ کے محراب مراپا خم ہے

قصر دنیا مین عمارت ہے محل عبرت کا
جسکا جشن آج ہے کل اسکا یہان ماتم ہے

کان شیطان نے یہ پہونکی کہ لگی حرص ہوس
تیری خود بینی نے ناک مین میری دم ہے

بدگمانی سی ہے وہم بند کرون کیا تدبیر
اوسکی انگیا بہی مری آنکہ مین نامحرم ہے

کیا کرین کیا نکرین کس سے مرین کس سے ملین
عیش دنیا ہے بہت زیست کا وقفہ کم ہے

اسد اللہ کا ہون بیکس امانت مداح
مدعی کے لیے ہر شعر مرا ضیغم ہے

مرتا ہون تیرے ہجر مین اے یار خبر لے
اب جان ہے یہ جاتا ہی بیمار خبر لے

[illegible]

95

آغاز محبت مین نہین نیت کی امید
مرتا ہے ترا تازہ گرفتار خبر لے
للہ دل کشتہ کی پیارے طفل برہمن
اے بت اے بستۂ زنار خبر لے

[illegible]

پھرائی آنکھ اوس سے مر گئے ہم | ادا کافر کی پیغام قضا ہے

نبات و شہد کے کیا اصل جانے | ترے ہونٹوں مین دنیا کا مزا ہے

جسے خورشید کہتا ہے زمانا | ترے رشک قمر کا نقش پا ہے

سپہر حسن سے نسبت مین کیا دو | فلک مین چاند کا دھبا لگا ہے

تری آنکھون مین کب سرمہ لگایا | بندھا مجھپر یہ ناحق طوطیا ہی

گرہ کھلجاتی ہی عاشق کی دلکی | ترا ناخن عجب مشکلکشا ہی

دل شیدا کا خواہان ہی ہر اک گل | ترے بلبل کا طوطی بولتا ہی

شجر کیا آم کا ہی شاخ مژگان | ہمیشہ اشک کا ٹپکا لگا ہے

سناتے ہو جو تلخ و ترش باتین | ہمارے دل لگانے کا مزا ہے

مین آہین بھر رہا ہون سر دلیٹو | کرو آرام کیا ٹھنڈی ہوا ہے

نہ پونہچے ہاتھ تک کیون بنکی زیور | کہ سونیکا نصیبا جاگتا ہے

نہ آنا وصل کے چھیٹون ایدل | وہ بحر حسن کسکا آشنا ہے

کس ابرو کی ہین تیر انداز مشتاق | کمان مین آج تک چلا بندھا ہے

تری آنکھونسی نسبت دی ہمین نے | غزالان ختن کی کیا خطا ہے

قیامت کہتے ہین سب صف دہن [illegible] | عدم کی راہ کا ڈھیرہ لگا ہے

اوکہا ہوا ہی غیرت گل کو گہر کونتہی کا چٹکی ہے
گریبان پر کہیں پہتی نہو صحرا کی آنگلی

شراب لالہ گونکا جلد منہ برسا دامی ساقی
گہٹا اوٹہی ہی گلزار و تغنیا فرمان سو سنگی

چمن میں برق کیصورت گہو ا اوسکی دو ڑایا
گلوں بیچ بجلیان ہیں نشان لعل تو سن کی

ہمیشہ پہول مانند چمن ستی ہیں انگلیا میں
کٹوریکی ہیں پان آگل کہ ہی یوار سن کی

فروغ شعلۂ رخسار آتشناک کیا کم تہا
دم رقص صنم مشعل ہر برو ہی روشنکی

سوار کو لسی شاہ تبا نکلی آتی ہی یارب
ترنم میں صاف ہی آواز ناقوس برہمن کی

بنا کر زلف انگشت حنائی ستی گہتی ہین
شب گیسو میں یکسو شمع ہنہی لال روشنکی

خراش خار غم بے طفل تبا ہی یہ گگو میں
مری سینے سی آہ کوئین صدا آتی ہی ارگن کی

رہی اکم رات رنجھے اوصل کے ہانجے میں اتو
پڑی سینم کہلی گل چاندنی نکلی ہی سوسنکی

قرولی مار بیٹہا ٹہندی سانسین جب بہرتی
لگائی برف میں او صراحی آب آہن کی

دل ناداں پہنسا کر عشق میں دنیا سی کہو ئیگا
امانت دوستدار یہ کبہی جانا نہ دشمن کے

دریا یہ واہ رکہتی ہے کیا نور چاندنے
کو سون تلک ہے تختہ بلور چاندنے

مجھ دلفگار کو نہ شب ماہ میں پہرا
زخمی کے حق میں ہر ہے ای حور چاندنے

ہوتا ہے مجکو قبر کی چادر کا اشتباہ
کیا ہے شب فراق کو بے نور چاندنے

دوڑانہ سنگدل شب مہتاب مین سر
آئینہ کی طرح سے نہ ہو چور چاندنے

ہون بال جب سفید تو گرجائین کیون نہ دانت
کرتی ہی ستارونکو ستور چاندنے

حورونکو کیا حیا نہین ہے گونسی ہی گریز
سورج سے ہوسکے چاندسی ہی دو چاندنے

آئے ہمیشہ خام نظر ماہ نان ہتاب
لائے کہان سے گرمے تنور چاندنے

بیقدرت ہی کرتے ہین مہر جلاسے عیش
فرش سفید ہی پے مزدور چاندنے

سوراخ ہی جگر مین شب تا سحر سے
تجھی کو ڈھونڈھتا ہی یہ ناسور چاندنے

اوڑتی نہین فراق مین ظلم بخت اتا
قلقل مین تیرہ بخت ہون کافور چاندنے

ٹھنڈا ہی زخم دل شب مہتاب وصل مین
پیاہا ہے چاند مرہم کافور چاندنے

مہتاب کے جو بل آئے انا الحق کی دی صدا
تار شعاع دار ہو منصور چاندنے

دیکھون نہ آنکھ اوٹھا کے امانت شب فراق
دنیا مین آئے بنکے اگر حور چاندنے

گر کے غربت مین جو ہو سخت بدن ٹکڑے
دل مرا کیون نہ ہی یاد وطن دو ٹکڑے

بل کی قامت نمو دیکھینا سینے اگر
ہو ہوا کمر سرو چمن دو ٹکڑے

باد و زنار مین مراد ہو سچی جلتا ہے
کھینچ لا ابر کے اسی چرخ کہن دو ٹکڑے

لب نگین سیر و دیکھیں تو صنم ہیٹے
سب عقیقونکو کرین اہل یمن دو ٹکڑے

آدمی کیسا فرشتہ ہو تو تنگ آتا ہے
دیکھ کر تیری ذقن کا حسن کہتے ہیں ملک
شکوہ میں بزم میں و کر مجھے رسوا کیا
کیون معلم کی طرح صیاد دیتا ہے سزا

راہ بہولی غول مجکو وہ بیابان یاد ہے
چاہ بابل ہمکو ای چاہ زنخدان یاد ہے
آنکھ تیری پہیرنا ای چشم گریان یاد ہے
بوستان قمری کو بلبل کو گلستان یاد ہے

ہو گا کب عہدہ امانت سے وفا او بیوفا
تجکو ای پیمان شکن کیہ عہد و پیمان یاد ہے

کب ہیچ سے عشاق کو مارا نہیں کرتے
کس ظلم کو ہم دل پہ گوارا نہیں کرتے
تم بوسہ کا دینا ہی گوارا نہیں کرتے
اغیار کے پل بندہ گئے ہیں جو یہ آکر
اندہیر جہان بہتا ہے آنکھوں میں ہمارے
تہہر گئیں آنکھیں ہی حسرت میں ہمارے
پیلے ہی جواب ایسا ہمیں ملتا ہے یہ دل
دریائے غم و رنج میں گو رہتے ہیں غرق
اے شاہ کی محو تماشا ہیں ترے ہم

کس وقت وہ زلفوں کو سنوارا نہیں کرتے
شکوہ تمہارا ہے ستم آرا نہیں کرتے
ہم وہ ہیں کہ دل آپسے پیارا نہیں کرتے
ہم تیغ کے گہاٹ اُتارا نہیں کرتے
جبتک رخ جانان کا نظارا نہیں کرتے
تم چشم مروت سے اشارا نہیں کرتے
بوسہ کا سوال اولنسے دوبارا نہیں کرتے
پر بحر محبت سے کنارا نہیں کرتے
گر جور بہی کرے تو نظارا نہیں کرتے

چھیڑے کو نہ کبھی بلبل بستان پوچھے
مسکرانی کو نہ تیری گل خندان پوچھے

سر کٹا یا تو ملی کوچۂ قاتل میں جگہ
جان پر کھیل کے ہم گنج شہیدان پوچھے

مرتی ہی بھول گئے کافر دو شیدا ر مجھے
گبر پوچھے نہ لحد پر نہ مسلمان پوچھے

ڈوبتا اپنا ہو عشق ذقن میں منظور
ہم کنوئیں تک سبب چاہ زنخدان پوچھے

دل اگر یار کا ہو سیر ہوا پہ مائل
لیکے ہر ایک پری تخت سلیمان پوچھے

تہنیت کا ہو نکیوں خانۂ زنجیر میں غل
سیر یوسف جو قریب در زندان پوچھے

میں وہ مجنون ہون اٹھاؤن جو قدم جانب دشت
پیشوائی کیلیے خار مغیلان پوچھے

گرد صحرا نے دیا جسم کو پیراہن خاک
دشت وحشت میں جب ہم بابتن عریان پوچھے

پوچھتا کیا ہی لٹ زلف کی دیوانونکو
کچھ خلش پہنچی تو کچھ شہر بدخشان پوچھے

باب گلزار ارم رخ کتابی ہی ترا
اس گلستان کو نہ سعدی کی گلستان پوچھے

تو سمجھتے نہیں شانہ کیے جاون کبتک
اب تو مشکل ہو گئی اے زلف پریشان پوچھے

شدت ضعف نے پوشیدہ رکھا راز جنون
ہاتھ اپنے نہ کبھی تا بہ گریبان پوچھے

چرخ مجمر ہو قمر شعلہ ستارے اخگر
گر فلک تک کوئی آہ دل سوزان پوچھے

ہجر میں رو رو کے جو سیکھے ہیں بیان ہم اکثر
حشر کے معرکہ میں با لب خندان پوچھے

ہاتھ مشہد کی نگاہ نہ وہ بھولی سی کبھی
دست قاتل تک اگر خون شہیدان پوچھے

مست غرور اتنا ہجوم گل ہی گر اپنی شاخ گل
دیکھ لینا ایکدن صرف خزان ہو جائینگے

ہاتھ سے اپنی جو گل لیویگا وہ شمشاد قد
شمع محفل رشک سرو بوستان ہو جائینگے

خانۂ تن سے جو نکلے گی گلونکی ہجر مین
روح اپنی بلبل بے آشیان ہو جائینگے

گر عدم کی راہ سوجھی گی نہ آنکھونسے مجھے
سر سے خاک نقش پائے رفتگان ہو جائینگے

یا الٰہی جاوینگا کس زمین زیر زمین
کب نہان آنکھونسے شکل آسمان ہو جائینگے

ہاتھ مین قاتل کے جسدن دیکھ لو اسکی تیغ
گردن اپنی تن پہ اک بار گران ہو جائینگے

مر گئے ہین ہم حسینونکی کمر کے عشق مین
رفتہ رفتہ قبر اپنی بے نشان ہو جائینگے

یار پھر حال دل اغیار سننے کا نہین
گوش زد گر اپنی غم کے داستان ہو جائینگے

تیر سا درگاہ جاؤنگا مین جا کہو نئے
دوہتی جب تجھسے ای ابرو کمان ہو جائینگے

غنچۂ دلکو مقدر مین نہین کھلنا لکھا
یان صبا ہی آنکر باد خزان ہو جائینگے

ساتھ یارونکا نہ ہم چھوڑینگے بعد مرگ بھی
خاک اپنی گرد راہ کاروان ہو جائینگے

تیرے پستانکی تراکت دیکھ کر ای بحر حسن
پانی پانی محرم آب روان ہو جائینگے

آتشین عارض پہ رکھے گا صنم خط سیاہ
دیکھ لینا آگ پہ اکدن دھوان ہو جائینگے

الفت دندان مین ہو جاویگا غرق بحر اشک
کشتی تن آب گوہر مین روان ہو جائینگے

گلرخونکی بزم مین کہنا امانت کا سلام
ای صبا تیری ساتھی گرد ہان ہو جائینگے

کی قناعت مین سب نے روپوشی | نہین لب تک سوال آتا ہے
کسکے مرنے کا غم ہے قاتل کو | تیغ پکڑے نڈھال آتا ہے
جب چھپاتا ہے آفتاب و ماہ | گنجفہ پر زوال آتا ہے
کسکی زلفون نے دل کو الجھایا | کچھ پریشان حال آتا ہے
باتین اوس لب کی کچھ کرا و غنچے | کیون زبان کرکے لال آتا ہے
وجد ہے دلکو اوسکی قال پہ یون | جیسے صوفی کو حال آتا ہے
ہے ترانہ کسیکا دلکو پسند | دھیان مین کب خیال آتا ہے
ایکدن لڑ پڑیگا غیر سے یہ | روز دل ٹال ٹال آتا ہے
رخ کو جب آفتاب کہتا ہون | کیا ہی اونکو جلال آتا ہے
گل کو ہان زرد کر دیا رخ یار | کہکے منہ لال لال آتا ہے
کیا زمین مین بھری ہے دولت حسن | دانہ ہو کر نہال آتا ہے
زلف ہوی کمر سے ہی مانوس | دیکھو پہندے مین جال آتا ہے
بہر نا ہو ماہ آفتاب مین روز | مہر رخ پہ زوال آتا ہے
نغم نکھا وصل صبح کا ای دل | خوش ہو روز وصال آتا ہے
نقد دل دین تو زلف ہاتھ لگے | دام خرچے سے بال آتا ہے

پاؤن پیچھے نہ ہمارا کبھی زنہار پڑے
کوی قاتل مین جو تلوار پہ تلوار پڑے

گر ترے عشق مین تلوار پہ تلوار پڑے
بل نہ تیوری پہ کبھی ای ابروی خمدار پڑے

انقلاب چمن دہر ہی عبرت کا مقام
تھے جہان گل نظر آتے ہین وہان خار پڑے

آتے جاتے رخ جانان کا نظارا کرتے
ہای اوس کوچہ مین کیون جا کے نہ بیمار پڑے

کر دیا ہمکو فراق در جانان نے یہ زار
دم نکل جائے اگر سایۂ دیوار پڑے

جا سکے آج مگر گھر سے وہ برق جمال
پانی اسطرح کا ای چرخ ستمگار پڑے

تا قفس نکہت گل لے کے نگئی باد صبا
سر کو ٹکرا رہے ہین مرغ گرفتار پڑے

عیش و عشرت کی وہ باتین کبھی کہلا ہمکو
نیند آنکھون مین نہ ای طالع بیدار پڑے

سرخ شبنم کا دوپٹہ جو وہ گل اوڑہ کے آ
اوس کیا پہولون پہ ای بلبل گلزار پڑے

ابرو مین ہی حسینونکی بل اسطرح کہا
جیسے چورنگ پہ ہر سمت سے تلوار پڑے

شوق سے مجھ وطن آوارہ کو ایذا پہنچا
آبلے پاؤن مین تیرے لیے ای خار پڑے

ناتوانی کی بہی حد ہو گئی ای غیرت گل
پہو دم اپنا جو گردن مین کبھی تار پڑے

اب تو گھر سے نکل ای رشک مسیحا للہ
ہچکیان لیتے ہین بستر پہ ترے بیمار پڑے

خلق ہی تشنۂ آب دم تیغ او قاتل
پانی مانگین نہ ہم اسطرح سے تلوار پڑے

چال انکھیلیونکی چھوڑ میان بہر خدا
بل کمر مین کسی دن دم رفتار پڑے

111

شراب پینے کا تھا ابر میں مزا اے چرخ
کباب کرنیکو کیوں آفتاب نکلا ہے

پسینا اوسکے رخ آتشین سے ہو جاری
عجب تماشا ہے آتش سے آب نکلا ہے

کسیکے غم نے رولایا مگر امانت کو
کہ آج گھر سے بچشم پر آب نکلا ہے

آفتاب حشر سے سوزان بستر ہو جائینگے
آشکارا جب مرے داغ جگر ہو جائینگے

کھل کھلا کر تو جو گلشن میں ہنسیگا وقت صبح
برگ گل پر قطرۂ شبنم گہر ہو جائینگے

کچھ نہیں کھٹکا ہے مجھ وحشی کو تیغ خار کا
ہر قدم پر پاؤں کے چھالے سپر ہو جائینگے

عشق کے منزل کی طے کرنیکا ہوگا قصد جب
قیس اور فرہاد میرے ہم سفر ہو جائینگے

لاغری اور ناتوانی سے یہ ہوتا ہے ثبوت
رفتہ رفتہ ہم حسینوں کی کمر ہو جائینگے

ابتدائے عشق میں کب یہ خبر تھی دوستو
حال سے میرے وہ ایسے بیخبر ہو جائینگے

شام سے غیر یار کا پہلو کریگا تو جو گرم
رشک سے جل جل کے ہم شمع سحر ہو جائینگے

نالۂ سوزان شب فرقت اگر ہوگا بلند
مہر ہو جائیگا ماہ اختر شرر ہو جائینگے

خرم و خندان اوٹھونگا روز محشر گور سے
قبر پر میری اگر وہ نوحہ گر ہو جائینگے

اعتبار اے غیر انکے مہربانی کا نہ کر
آج یہ ہمدرد ہیں کل ادھر ہو جائینگے

ہنس پڑیگا سیر رنگے پر جو تو بے اختیار
عکس دندان سے وہیں آنسو گہر ہو جائینگے

مال و زر جان و جگر کہو کر میسر ہوگا وصل
سیکڑوں اس نفع میں ناضر ہو جائینگے

لالہ و گل یا نکلتا تجھسے نہین ای باغبان
عاشق زلف صنم ہون مجکو سنبل چاہیے

مرگیا ہون وقت ساقی مین سپر لاتیر سے گئے
نالہ و افغان کیجیے لے شوق قلقل چاہیے

ہوگئے ہین قتیل اک گل کی نزاکت دیکھ کے
زخم سینے کے لیے ہمکو رگ گل چاہیے

کیونکر اوس خلق کی مقابل ہوکہ روئی ماہ مین
ابرو و چشم و لب و دندان کا کل چاہیے

دل یہ کہتا ہی لپٹ جاوٗ ڈر کر اوسکی گلو
عاشقونکو کب بھلا صبر و تحمل چاہیے

دست ساقی مین جو دیکھی شیشہ مئی دور سے
زاہدا تو بہی سے کہدے اک ساغر مل چاہیے

اک بھبھوکی نی مجھی جلا دیا ہی بلبلو
تن پہ گل کہلنے کے خاطر آتش گل چاہیے

وقت گریہ کیون نہو محراب و کا خیال گئے
ہو بیان دریا کی ہی بہتا وہان پل چاہیے

ہو مبارک بلبلونکا شور تمکو ای گلو
ہم ہین دیوانے ہمین زنجیر کا غل چاہیے

سونگھنے لینگے بو ای گل جب قید سی ہونگی رہا
ای صبا کسکو قفس مین نکہت گل چاہیے

بیڑیان لوہیکی پہناوٗ نہ مجھکو دوستو
زلف کا دیوانہ ہون زنجیر کا غل چاہیے

باندہ ڈورسی نال ای صیاد پہ بہر خدا
صید لاغر ہون مجھے تار رگ گل چاہیے

دم نکلتا ہی قفس مین لیکے جنبش [illegible]
ہم اسیر و لسنی نہین ایسا تغافل چاہیے

روشنی اسے چراغونکی نکر ای باغبان گلشن
قبر بلبل پر فروغ آتش گل چاہیے

از رہ الضاف دل مین سمجھ تو ای بیوفا
جو کہ چاہے آپکو اوسکو نہ بالکل چاہیے

وہ نور بخش ہے کو ٹہی تری سلیمان جاہ
یقین ہے سایۂ دیوار بہی پری ہو جاے

اگر سے وہ سیم بدن گنی کی جو فرمائش
مری رقیب کے کیا خنگ زرگری ہو جاے

ملے گلے کو جو مالا تیرے سرہی کا
تو کوچہ زخم کا بازار جوہری ہو جاے

ریاض فکر سے پیدا کرون جو مصرعہ تر
زمین شعر مرے فیض سے ہری ہو جاے

شعاع مہ پہ جو سبزہ ترا ہو عکس فگن
تو کہکشان چاند نیکی کمیت مین ہری ہو جاے

ان بہار او بہار کے دریا پہ وہ لیجاؤن
ترون مین اوسکو جو شوق شناوری ہو جاے

جو کالی کپڑی پہن کر بہر محرم مین
پری شونکو گمان سیہ پری ہو جاے

وہ حق نما ہی دلا اوج راہ کوسے صنم
کہ قاصدونکو غرور پیمبری ہو جاے

وہ مہ جبین ہو گر ناچنے مین بہار و بتاؤ
تو غنچۂ رقص کے زہرہ بہی مشتری ہو جاے

زبان سے نکلے امانت جو مصرعہ روشن
چراغ حلقۂ بزم سخنوری ہو جاے

کچھ عیب ملا اوسکے سراپا مین نہین ہے
ایسا کوئی انسان تجھ دنیا مین نہین ہے

جو غرق ہوا پہر نہ لگا اوسکا ٹہکانا
ساحل کا پتا عشق کے دریا مین نہین ہے

کیا نام خدا حسن ہے اے طفل پری رو
تجھسا بت نایاب کلیسا مین نہین ہے

چھپکے پسینے سر کے نہین آنکھ پہر گئے
ایسے تو چمک عقد ثریا مین نہین ہے

سرا تیغ تبسم سے جدا ہو جاتا
بوجھ اوٹھتا جو وہ تیوری چڑھا جاتے

ہین سکتا ہون یہی ہے تمہین گھر جانے
بیٹھ جاتے مرا مردہ تو اوٹھاتے جاتے

ساتھ آئے نہ جنازے کے تو مٹی دیتے
خاک مین عاشق شہید کو ملاتے جاتے

شعلہ رویونکے تصور مین جو ہوتی وحشت
آگ ہم دشت مین نالونسے لگاتے جاتے

مرا قاصد اگر اغیار کو ہوتا ثابت
اوسکے کوٹھے سے کبوتر کو اوڑاتے جاتے

تیری رفتار کا انداز اوڑاتے نہ اگر
ہر قدم کبک دری ٹھوکرین کھاتے جاتے

دشت مین جامہ دری کا ہمین آتا جو خیال
دھجیان وہین صحرا کی اوڑاتے جاتے

طول کھینچے نہ پریشانونکا سودا لیکر
سبز گیسوونکو ہین وہ جو بڑھاتے جاتے

فاقہ مستی مین اسی بات کے بھوکے ہین ہم
بوسے لیتے تری اور گالیان کھاتے

زلف پیچان کا جو دیوانہ مین ثابت ہوتا
در زندان کی وہ زنجیر ہلاتے جاتے

نہ ہوا کاتب اعمال سے اپنا کبھی کام
ہم تری تقدیر کے لکھے کو مٹاتے جاتے

پھول سب توڑ کے تو انکو نہ بہاتا گلچین
باغ اجڑتا تو وہ گلشونکو بساتے جاتے

ہوکے ساحل سے نکلتے جو سوی کشتی
سارے دریا کی وہ موجونکو جگاتے جاتے

گل رخسار کا بوسہ نہ دیا چلتے وقت
دیگئے خار امانت کو وہ جاتے جاتے

موتیوں کا جو وہ ماتھے پہ لگاتی ٹیکا
ہر گھڑی اختر صبح شب گیسو ہو جائے

پانوں رفتار میں کھلائیں جو کانٹوں کا چلن
یار کے پانوں کا بچھوا مجھے بچھو ہو جائے

لیٹا میں پاس تو بولا تجھے دی موت خدا
گھر نئے گور کا خالی مرا پہلو ہو جائے

صدف چشم میں دیکھا جو گہر اشک کی آب
پانی پانی گہر ایسا ہو کہ آنسو ہو جائے

خط میں لکھوں اگر اوس چاند سے چہرے کی صفت
قسمت رہ جائے کبوتر تو وہ تیہو ہو جائے

ہوں وہ بیمار کہ میری نہیں قسمت میں شفا
گھونٹ لی لوں جو دوا کا ابھی جگنو ہو جائے

نکہت گل ہے مرے جسم میں اتر کے پچھن
میلے کپڑوں میں کیوں عطر کی خوشبو ہو جائے

یوں تو سو طرح کے ہیں سحر مگر اے ساحر
ایسا جادو ہو کہ وہ سیمبر قابو ہو جائے

مجھ سے مسند شاہی کو لگاؤں ٹھوکر
گر سر یار کا تکیہ مرا زانو ہو جائے

نکتہ قہر سے دیکھے جو نیستاں کو وہ شوخ
خشک ایسا ہو ہر ایک شیر کہ آہو ہو جائے

اپنی جامے میں ہے اوس گل کی لپٹ کی مہک
عطر پوشاک میں چھو جائے تو بدبو ہو جائے

بحر عالم میں وہ گریاں ہوں کہ میں ہم چشم ہو
آنکھ موتی پہ جو پڑ جائے تو آنسو ہو جائے

غیر رکھ دیتا ہے سر آپ صفائی سے صنم
مجھ سے برعکس آئینہ زانو ہو جائے

ماہ نو لو جو رکھی گرم شفق کی آتش
اطلس چرخ پہ اک گلبدن آلو ہو جائے

مجھ سے مے چھین کے ساقی جو رکھی مینا میں
آنکھ ساغر کی بھری شیشے کو اچھو ہو جائے

[illegible]

نالی کی ساتھ جاتی ہین ہمسر ذرا دہوش
آواز سیر حرسکے نکیون کا روان چلے

کہر پہر گئے جنازہ امانت کا دیکہہ کر
اک دو قدم بہی ساتہہ نہ بیجان جان چلے

سنے کسی نے نہین تخلی و داستان میرے
وہ کم سخن ہون کہ گویا نہین زبان میرے

زمین پہ خاک اوڑی ہی کہان کہان میرے
خراب کرتا ہی یہ آسمان میرے

بلند ہو اگر آہ شرر فشان میرے
کرے زمین سے فریاد آسمان میرے

ملا ہی منہ لب و دندان یار سے شب وصل
عجیب لوٹ رہی فربی زبان میرے

بہو لشے قتل مجہے کر کے یار چلایا
کمال تیر کا رکہتی ہی سر کمان میرے

کہا بہانہ جو کافر نے بت پرستی کا
تو عقین وصل مین تہہ ہین تیلیان میرے

جہان مین شعر رہو ای کلام شیرین کا
دہن مین شکر لب جو لی زبان میرے

چہرک کی مانگ مین افشان و مہر شین لا
ستارے دلکو دکہاتی ہی کہکشان میرے

ہجوم گل سی گلستان کے راہ ہی مسدود
رسائی ہوتی نہین تا بہ آشیان میرے

چمن کے دید مین جو دم ہاسو غنیمت ہے
تلاش کرتی ہین صیاد و باغبان میرے

قفس کے تیلیان یدل پہڑ کہڑ کے تو
کہ آکی توڑیگا صیاد ہڈیان میرے

کلام رست پہ وہ آج بیڑی تہوہین
خدا کی شان جو کہاتی تہی گلڑکیان میرے

گرہ زلف وہ کھولے جو امانت شب وصل
گہر عنبر ترا اک آن میں سارا ہو جاے

نفرت کا دل کے گلبدنوں سے یہ حال ہے
اپنی کبوتروں میں گلی خال خال ہے

چوسر کا شوق آجکل ان کو کمال ہے
عاشق کے دل پہ سانپ کی یہ بہی چال ہے

گل شاخ شاخ مرغ چمن ڈال ڈال ہے
صیاد باغ باغ ہے گلچیں نہال ہے

بعد فنا بہی تیغ عدو کا خیال ہے
مثل فلک زمیں مری تربت کی لال ہے

نالوں سے اپنی جل کے یہ جنگل کا حال ہے
صحرا کی کونپلوں پہ گمان نہال ہے

آواز تیری قہر غضب ہے خرام ناز
طاؤس و کبک میں یہ کہاں بول چال ہے

رو پوشیاں ہیں ابرو جاناں سے کسقدر
منہ تیس دن کے بعد دکہاتا ہلال ہے

جنگلا الاپتا ہے مری تربت پہ مرغ گل
بلبل ترے ترانہ کا کسکو خیال ہے

بل نازکی سے پڑتے ہیں لاکھوں قدم خرام
گیسو کا بال بال کمر پر وبال ہے

ان قاتلوں کی گھاٹ کا ابدال نہیں جواب
پیچھے ہے بات جان کا پہلے سوال ہے

لڑتی رہی ہے طبع جوانی تو عشق سے
رستم ہماری سلف سے اک پیر زال ہے

پڑتی ہے آنکہ شیشہ ساعت پہ ہر گھڑی
دل میں کسیکی صحبت کے گرد ملال ہے

کوڑیکی مول لیتے نہیں مشتری جمال
عاشق کا نقد دل ہے کہ مردے کا مال ہے

وہ بت مری پاس آئیگا گسطرح یقین ہو
ہوتاہی زمین پہ اوسی خورشید کا دہوکا
بت بنگئے محفل مین جو تیہو نسی نہ ہولے
بوسی جو طلب مین نے کیے ہنسکے وہ بولا
لڑکو کبھی جاتے ہین دریا کبھی تالاب

جہوٹی ہی قسم دوستو واللہ تمہاری
صورت جو کبھی دیکھتا ہی ماہ تمہارے
کیا بات ہی خالق کی قسم واہ تمہارے
سرکار سے موقوف ہی تنخواہ تمہارے
کیا ہمکو جہکاتی ہی کنوئین چاہ تمہارے

ہی عشق کا دریا لبِ جوش امانت
عالم مین رہے آبرو اللہ تمہارے

یہان تنفر ہی عشق باطل سے
ناتوانی کا ہو بیان کیا خاک
عشق گیسو مین کمر یگا جو قتل
گل نہون تو زمین کی اصل ہی کیا
کب ہی مژگان مین اپنا دیدہ تر
عشق کا جن او تار نا ہی محال
جی یہی چاہتا ہی فرقت مین
اہل بینش جہان ہین ہین بیفیض

جان دیتی ہین یار پر دل سے
لب تک آتی ہی آہ مشکل سے
خون بہا مانگ لینگے قاتل سے
فرش کی آبرو ہی محفل سے
بحر ہی ہمکنار ساحل سے
کیا علاقہ ہی اسکو عامل سے
دل بدل لیجیے کسی دل سے
تیل نکلا نہ آنکھ کے تل سے

یاد ان سے تھین امانت کئی اوس شوخ کی طرف
خواہش خار کے قابل ہین ہمارے تلوے

کشتۂ رخ ہون جلاؤ نہ اگر کی بتی — چاہیے قبر پر کافور سحر کی بتی

دل مین آگ لگی ہجر کی تاریکی سے — جل اوٹھی رات کو ناسور جگر کی بتی

دیکھو اوس شمع کو ای چرخ شبستان مین — ہو چراغون مین مرے تار نظر کی بتی

نہ کہی ہی گریبان مین جنون نے دس تار — یاد آئی جو سر رشک قمر کی بتی

ہے صفائی سے دل اہل صفا کو آرام — رشتۂ سادہ ہے ناسور گہر کی بتی

عنبرین زلف کا آتا ہے محرم مین جو دھیان — کیا دہوئین لگی اوڑاتی ہے اگر کی بتی

دست دشمن سے ہو کیا اہل صفا کا اندھیر — گل ہو مرے نہ فانوس کے گہر کی بتی

نور رشک رخ روشن کے دو اسی شب و روز — نہ کبھی شمع کی ناسور سے سر کی بتی

اشک کے تار سے روشن ہو نہ کیون سوز دل — جلتی خاموش نہین رشتۂ تر کی بتی

صبح فرقت کی تمنا ہے جگر ہے ناسور — چاہیے اسکو پر مرغ سحر کی بتی

صاحب سعی زہین لاریب قبول درگاہ — جلتی ہے تعزیہ خانو مین اگر کی بتی

نازنین کو ہے نہ شملہ سے پریشان ہے دماغ — باندھ سر رنگ برگ گل تر کی بتی

شمع ساعد کا تری عکس نہین سحر کی رات — چور کیا لے گئی آئینہ کی گھر کی بتی

۱۳۷

تمام شد دیوان امانت
حسب فرمایش تاجر با وقار
وحید عصر محمد
عبد الستار خان
والا شان سلمہ المنان
بتاریخ ... شہر ذی الحجہ ...
در مطبع ...
باہتمام پنڈت ... مالک ...
واقع شہر لکھنؤ ...
برین گشته پسند خاطر مشتاقان گشت

نامہ

گل گلزار حسن ... گنجینے
بلبل بوستان خود بینے

قمر برج آسمان مراد
گوہر درج مخزن بیداد

آتش و باد و آب میں گل تن
عقل میں جسم و جان میں دل میں

بعد صد شوق حسرت دیدار
حال کرتا ہوں اپنا میں اظہار

آتش غم سے جسم جلتا ہے
دم نکلتا ہے دم نکلتا ہے

سارے اعضا ہیں ہجر میں بیتاب
بیکرار ہے مثل سیماب

تنگ ہوں کیا کروں کدھر جاؤں
زندگی سے ہے ضیق جو مر جاؤں

شکل کھلا تری نثار ہوں میں
ہمہ تن چشم انتظار ہوں میں

کب تیری خبر آتی ہے
بیقراری تو جان جاتی ہے

دیکھیے روتی روتی آخر کار
کیا دکھاتی ہے حسرت دیدار

روزن در نہیں جو پاتا ہوں
گور کو جھانک جھانک آتا ہوں

دم نہیں کچھ ضعیف ہے تن
بن گیا رشتۂ حیات رسن

خاک عاشق کی سخت جانی پر
موت ہنستی ہے زندگانی پر

درد فرقت سے مضطرب دل ہے — سانس لینا بھی اب تو مشکل ہے

جان دینے کی فکر کرتے ہین — حق تو یہ ہے کہ تم پہ جیتے ہین

ہم تو اب گور مین ہین یار کے — زندہ ای بت تجھے خدا رکھے

اب خدا سے یہی دعا ہے میرے — خضر سے بڑھ کے عمر ہو تیری

جب تلک چرخ پر ہین شمس و قمر — رہے تابندہ حسن کا اختر

زیب گلشن ہی جبتلک شمشاد — رہے سرسبز تیرا نخل مراد

تازہ جبتک ہو باغ مین سنبل — آفت جان ہی تری کاکل

تاکہ نرگس ہو دیدۂ گلزار — جا سے تیری نہ انکھڑیونکی بہار

جب تلک گل نہ کھائے اپنا جال — رہین شاداب تیرے پھول سے گال

غنچہ جبتک ہی زیب نخل چمن — گل کہین یار تجھکو غنچہ دہن

پھل درختون سے تاکہ ہو پیدا — تازہ سیب ذقن رہی تیرا

مدعی کو ہمیشہ خار رہے — گلشن حسن پر بہار رہے

دلکو رغبت نہین حسینون سے — داغ کھاتا ہون مہ جبینون سے

ڈھونڈھتا ہون تمہارے حسن کا نور — حور کی دید مین کرون نہین قصور

ہو نہین پریونکے سامنے جو پری — بندہ اونکی طرف نظر نہ کرے

مین بولا کیا عشق ترا دہیان ہی ہم
الفت کا راز اوس سے چہپایا تو تہا مگر
آنسو تہا نہ دیدۂ تر سے نکل گیا

دیکہی شگفتگی جو دہان نگار کے
دانتون پہ جان مین ترا کر نثار کے
کیا آبرو خدائی رکہی خاکسار کی
دل نے او بہارا چاہ سے دندان یار کے
مین غوطہ کہا کے آب گہر سے نکل گیا

پیے کر شراب غیر جو میخانہ سے ٹلی
کیا دانون پیچ یار پہ نزاد سے چلی
نکلا نہ دل کے خوبی قسمت سے ولولے
مستی مین مین لگا ہی جھکا تہا او سے گلے
بہاگا جو پاؤن ہاتہہ کمر سے نکل گیا

قسمت نے مجکو پہلے سے کیا ندہال
چونکا وہ خواب ناز سے گہر کا ہوا خیال
چاہا ہزار صبح کا لیکن چہپایہ حال
سنتے جو کی گجر کی ہنسا ہی شب وصال
نالہ گلوی مرغ سحر سے نکل گیا

گستاخ تو مین ہوتا ہوں گرنہ نگاہ تہا مرا
عاشق تہا پہلے ناف کا سینے کو مین
تقدیر یک بیک ہوئی مجہسی جو بر خلاف
چاہ ذقن کو دیکہہ کی ہوئی تمہاری گا
ڈوبا کنوئین مین جبکہ بہنور سی نکل گیا

غمزہ غضب نگاہ بلا چال ہی کہری
شوخی ہی کوٹ کر بہت چالاک ہین

نہ دیکھے ہونگے پری نے بہی ایسی جو ہین پاؤن

سدا طہارت زاہد کو نام دہرتا ہون
ازل کے روز سے مین تازگی پہ مرتا ہون
لگا کے زر عرق گل سی حوض بہرتا ہون
کبہی جو اوس گل یکتا کو سجدہ کرتا ہون
وضو کے واسطے دہوتا ہون مین گلاب مین پاؤن

لگی جو شیشہ مے کو خمار مین ٹہوکر
جدا کرون نہ مین سینہ سی زیست بہر
ادب ہی مے کا مجہی او محتسب کا ہی ڈر
لگاؤن عمر بہر آنکہون سی اور رکہون سر
جو وقت نشہ پڑے ساغر شراب مین پاؤن

فرس ہی فیض قدم سی ترے چمکتا مدام
غبار راہ مین عالم ہو نور کا سرتام
یہ گہوڑی گوری ہین تلوی بتا کہ ماہ تمام
زمین چاندنی ای شہسوار ہو ہر گام
قمر ہی ہالہ مین یا ہین تری رکاب مین پاؤن

سبکروی مین غضب سب ہی بلکہ صبا سے
کہ اپنی عقل مین آیا نہین کہ ہی کیا شے
نرالی چال سے کرتا ہی شیری راہ یہ طے
یہ کسطرح سے سدا دو سموں مین چلتا ہے
حقیقۃً تو نہین ساغر شراب مین پاؤن

کہون سمند کو برق غضب کہ سیل فنا
یہ تیز پان تو کسی مین نہین ہین ماہ لقا
فلک کے سمت شب چار دہ جو اڑ گیا
وہین ہلال ہوا اسکے نعل سی پیدا

یہان تو داد کسی نے نہ دی تصویر ... خدا کے سامنے اپنا ہی ... انصاف

بتون سے حشر مین ہوگا مقابلہ دل کا

مخمس بر غزل میرزا وزیر علی صاحب صبا

دیکھئے ان گلعذارونکی نضا دو چار دن | اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
زندگانی کا اوڑا لیجو مزا دو چار دن | مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہے یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر | بل نہین لازم ہے اتنا گیسوی خمدار پر
آمد آمد ہے خط انکی حسن کے گلزار پر | سبزہ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر
اور رخ پر چھوڑ دو زلف دوتا دو چار دن

یا تو میری آنکھ سے اک پل نہوتا تھا نہان | یا چھپایا منہ کو ایسا کچھ نہین جسکا بیان
غیر سے تو ہان سمجھتے ہین ہم تڑپتے ہین یہان | او بت کافر تری اللہ ری بیر ایان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آجکل اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا | گفتگو مین طاق ہے اصلا نہین شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو مینے التجا | مدعا وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا

رات بہر چہیڑا کیا وہ ستم آرا مجکو
جب ذرا آنکہ لگے ساتہہ پکارا مجکو

صحبت یار نے الدم مجہے سونے نہ دیا

سو گیا وہ تو مری شب کو مقدر جاگے
وصل کی آس ہوئی ہجر کی صد بہاگے
بیقراری میں مگر بند کے تو ڑ رہا گے
کبہی زانو پہ رکہا ہاتہہ کبہی در آگے

صحبت یار نے الدم مجہے سونے نہ دیا

شب کہو نادانی سے وہ پاس مرے سو رہا
پر رہا نیند میں عاشق کی طرف سے کہٹکا
نہ ہوا صبح تلک وصل قیامت ہی جا
ہاتہہ جب مینے لگایا وہ برابر چونکا

صحبتِ یار نے الدم مجہے سونے نہ دیا

کہو دیا ہائے غضب لطف ملاقات او سنے
میش جانی کو ئی تا صبح نہ کہات او سنے
رات بہر چہیڑنے دی پاؤں نہ ہیہات او سنے
ہاتہہ میں ہاتہہ لیے مینے تو دی لات او سنے

صحبتِ یار نے الدم مجہے سونے نہ دیا

کیا کروں حال شب ہجر امانت ظاہر
آیا قابو میں وہ جاتا ہی صبر و قرار
ہو نٹ چاٹا کبہی سکی کبہی چو ر خسار
صبح تک آنکہہ نہ جہپکے سبب بوس و کنار

صحبتِ یار نے الدم مجہے سونے نہ دیا

مخمس طبع زاد مصنف

جو شعر پڑھے آکی بیان درد و لیت	لازم ہی کہ دو داد سخن بعد سماعت
نہ لے رشک و حسد عرفی گر تا ہی آما	انصاف کو سمجھو نصراہ ہدایت

اور شک اب ایسا کوئی رہبر ملیگا

ترجیع بند

اے کمین جان بہاری الفت تیرے	بڑھ گیا درد مگر گھٹ گئی طاقت تیرے
عشق مین شکل ہوئی یہ یا امانت تیرے	لوگ پہچان نہ سکتے مین شباہت تیرے

کسکے غم مین ہوئی الشخص یہ حالت تیرے
رونا آتا ہی ہمین دیکھ کے صورت تیرے

ابتو جینے کی توقع نہین غیر ہے حال	صدمہ ہجر سے غلب ہی کہ ہو جاوے وصال
جو عیادت کیلیے آتا ہی سنکر احوال	اشک بہ لا کے وہ آنکھون سے یہ کرتا ہی سوال

کسکے غم مین ہوئی الشخص یہ حالت تیرے
رونا آتا ہی ہمین دیکھ کے صورت تیرے

دوستون نے مرا دیکھا جو بہت حال تباہ	سب لگے کہنے کہ لله یہ غم کہا الله
لائین تجکو بھی جو غیرت تو غلطی ہے جا	حال سے اپنی مجھے بہر خدا کر آگاہ

دن ہوگیا منو و شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت پلٹ گئی

سونے نہ پایا خوب مین اوس سے لپٹ لپٹ
یکبار صبح کی گئی جلد سے پو جو پھٹ

کیا جلد رات وصل کی یارو گئی ہے کٹ
منہ کھولکر وہ بولا کہ پہلو سے میرے ہٹ

دن ہوگیا منو و شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت پلٹ گئی

تا صبح وصل مین جو رہا یار مست خواب
ملتا اوٹھا جو آنکھونکو وہ شکل ماہتاب

وقت سحر کسی نے جگایا اوسے شتاب
بولا یہ ہاتھ مل کے امانت اضطراب

دن ہوگیا منو و شب وصل کٹ گئی
اولٹی نقاب کیا مری قسمت پلٹ گئی

ترجیع بند

فراق مین یہ غم بے حساب ہے دلکو
نہ دنکو چین نہ راتونکو خواب ہے دلکو

کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دلکو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دلکو

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو

مسدس

کسی کا عشق مین کوئی نہ مبتلا ہووے
کسی کا دل نہ کسی شخص سی لگا ہووے
کوئی نہ تیر محبت کا آشنا ہووے
مریض عشق کا کوئی نہ اے خدا ہووے
کسی کا دل نہ الٰہی غم و الم مین پھنسے
کوئی نہ گیسوے جاناں کے پیچ و خم مین پھنسے
کوئی ایسا نہین بیمار ہو محبت کا
یہ وہ مرض ہی کہ عیسی سی ہو نہ جسکی دوا
بہت سی عشق مین سلطان ہین صرعی
قسم خدا کی یہ مطلع کسی کا سچ ہی کہ
یہ عشق وہ ہی کہ پتھر کو دم مین پانی کرے
لگائے دل وہی جسکو خدا خراب کرے

بنایا کرتا ہون جی سی سحر تلک باتین		ترپ ترپ کر گذرتی ہین ہجر کی راتین

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہی دلکو

فراق مین مرے کیسے ولٹ گئی تقدیر		اثر ہی نالہ مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر		لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہی دلکو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی		سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اوس سے کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی		خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہے

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہی دلکو

وصال یار میسر کہان امانت کو		سدا فراق مین ہی کیا طپیان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان امانت کو		ہمیشہ رہتی ہی ورد زبان امانت کو

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہی دلکو

[illegible]

[illegible]

چمن دہر میں رہتا تھا کہ مانند گل کیطرح
نالہ کرتا تھا شب و روز نہ بلبل کیطرح

درد دندان جو دکھاتا تھا کوئی ہنس ہنس کر
دانت میں پیستا تھا غصے سے کیا کیا اکثر

جسکو کوئی چاہ زنخدان مجھی آتا تھا نظر
دل یہ کہتا تھا کنوین سے ہی کنارا بہتر

گر صراحی سا گلا کوئی نظر آتا تھا
ساغر چشم میں مے اشک کے بھر لاتا تھا

مر اک دوست کسی کہیں عاشق جو ہوا
دیکھکر حال تعجب سے یہ مینے پوچھا

عشق کہتے ہین کسی کیسا مزا ہی اسکا
تلخ ہی عشق کہ شیرین ہی بتا بہر خدا

ہی کسی نخل کا میوہ کہ کوئی گل ہی عشق
کوئی صیاد ہی اے شخص کہ بلبل ہی عشق

عشق ہی شمع کسی بزم کی یا گھر کا چراغ
آبلہ ہی کوئی یا زخم کوئی گل ہی کہ داغ

طوطی نغمہ سرا مرغ خوش الحان کہ ہی زاغ
ہی کوئی نخل کہ کہسار ہی صحرا ہی کہ باغ

یہ تو بتلا دی بلندی ہی کہ پستی ہی عشق
کوئی ویرانہ ہی اے شخص کہ بستی ہی عشق

یہ تو معلوم ہو انسان ہی کہ حیوان ہی عشق
کوئی کافر ہی و یا کوئی مسلمان ہی عشق

سب خود آرائی کا انداز بتایا میں نے
گوندہا سر کہینچکے بالونکو بنایا میں نے
سرمہ آنکہو مین تو رو رو کے لگایا مینے
مسے ملوا کی اونسی پان کہلایا مینے

تنگ ملبوس بہی پوربہی پہنایا اوسکو
کرکے آراستہ آئینہ دکہایا اوسکو

دیکہا اوس شکل سی صورت کو جو اوسنے یکبار
اپنی جوبن پہ ہوا شیفتہ وہ رشک بہار
اک تعجب سے یہ کی دلسی پہر اوسنے گفتار
واہ کیا حسن ہے اللہ کی قدرت کے نثار

حور کی ہوگی نہ اس جلوہ گری کی صورت
مجکو خالق نی عطا کی ہے پری کی صورت

زلف کی پیچ پہ وہ ناز سے بل کہانی لگا
دیکہی آئینہ مین چوٹی تو کہنچا جانی لگا
سرمہ دیکہا تو نگاہونسی غضب ڈہانے لگا
پان سی سی طبیعت مین غرور آنے لگا

مسکرا کر کیا ہونٹو نکا نظارہ اوسنی
دانتونکو دیکہہ کے ایک قہقہہ مارا اوسنے

پہر تو یہ شوق ہوا یار کو خود بینی کا
مشغلہ اور نہا کوئی بناوٹ کی سوا
آئینہ آٹہ پہر سامنی رہتا تہا دہرا
ہاتہ سے شانہ نہوتا تہا کسی وقت جدا

کبہی زلفونکی نہ بنتی پہ بگڑ کر روتا

جی مین کچہ اور ہوا الٹی لہر آنے لگا
دلکو آئینہ کی صحبت سے وہ بہلانے لگا

کام ہر وقت تہا اپنی اوسی زیبائی سے
فرصت اک لحظہ نہوتی تہی خود آرائی سے

شعلہ حسن نمایان ہوا اور بلند
دیکہ لی جسنے جہلک اوسکی کیا دل نے پسند
ہوگیا آتش رخسار کی گرمی سے دوچند
دل تماشائیونکے جلنے لگے مثل سپند

لوگ سنکے خبر طالب دیدار ہوئے
ایک یوسف کے ہزارون ہی خریدار ہوئے

حسن پیدا ہوا پہر تو وہ ایسا مغرور
دلکو نظارہ ہوا بد نظرونکا منظور
چاند بہی سامنے آیا تو وہ بولا چل دور
ہیری لجوئی مین کرنے لگا وہ حور و قصور

آنکہین ہر بات مین ناحق مجہے کہلانے لگا
دیدبازیکو لیے بام پہ وہ جانے لگا

حسن جانانکی خبر ہوگئی عالم مین تمام
خواہش وصل کا دینے لگا کوئی پیغام
لوگ آنے لگے نظارہ کو اوسکی تہ بام
کوئی کہتا تہا کہ مین ہجر مین مرتا ہون تمام

کوئی دروازے پہ آکر کبہی ستک دیتا
روزن در سے کوئی اوسکی بلائین لیتا

١٦١

خار ہوتا تھا جو گلگشت کو جاتے تھے تم — سرو کی سامنے گردن نہ اوٹھاتے تھے تم
منہ کو نعلو مین خجالت سے چھپاتی تھی تم — قد یہ بوٹا سا اکڑ کر نہ دکھاتے تھے تم

ہوش قمری کے کب اسطرح اوڑا دیتے تھے
باتین بلبل کو ہزاروں نہ سنا لیتے تھے

زلف کو دیکھہ کے سنبل پہ جو کرتی تھی نظر — سر بسر ہوتا تھا مجموعہ خاطر ابتر
عین گلزار مین پڑتی تھی جو نرگس پہ نظر — آنکھہ تم اوس سے چوراتے تھی وہین تیورا کر

گل کے نظارہ سے نقشا یہ سدا ہوتا تھا
رنگ اس پہول سے پہیکا ہوا ہوتا تھا

جبکہ سوسن کی طرف باغ مین جاتی تھی تم — مستی الیدہ زبان لب نہ لاتی تھی تم
در دندان در شبنم سے جہیلتے تھی تم — دیکھہ کر غنچہ نکو ہونٹہ اپنی چباتی تھی تم

گل خورشید سے تن غرق عرق ہوتا تھا
چاندنی دیکھہ کے منہ چاند سا فق ہوتا تھا

شب مہتاب کا کب شوق تھا ای رشک قمر — چاندنی بچھتے تھی راتو نکو نہ مہتابی پر
سیر تالاب کی کرتی تھی نہ بیخوف و خطر — آشنا یون نہین لیجاتے تھی دریا پر

ہاتھہ کیا آبروی حسن سے دہو تم نے

[illegible]

نکہت اوسکی جو سوے دشت ختن جاتی ہے
اوسگہڑی آہو ونکی جان پہ بنجاتی ہے

پوچھی گلشن مین جو اوس گیسوی خمدار کی بو
سونگھی عاشق اگر اوس طرۂ طرار کی بو

اوڑ گئی سنبلے دہوان اسنبل گلزار کی بو
اوسکو بدبو ہی کی پسند آئے نہ پہر یار کی بو

جمع خاطر نہ الم سی کسی غمخوار ہووے
ہووے سرسبز نکو ہی زلف سیہ سی زنہار

نکہت گل کی روش حال پریشان ہووے
کالا منہ ہوئی جو ہو آکی مقابل شب تار

آگی ہی سنبل تو خم النسی ہین بس ہر مسمار
ہمسری اوس سے کبہی سانپ تو ہی عقل کرنا

ناگن اوس لٹ سے بل کر کی پشیمان ہووے
اوبھی گیسو جو کسی کا تو پریشان ہووے

اوسکی پیشانی روشن کو یہ نسبت کس سے
زر افشان سی جبانین ہی سدا مالامال

سہ کامل مین سیہ داغ ہی ناقص ہی ہلال
صبح صادق نے ہی اسطرح کا پایا جمال

جبکہ وہ رشک قمر چین بجبین ہوتا ہی
موج زن چشمۂ خورشید وہین ہوتا ہی

تیغ ابرو مین ہی وہ کاٹ کہ اللہ اللہ
جو ہر قتل سی لیکن وہ نہین ہی آگاہ

مانگتا رہتا ہی جلاد فلک جس سی پناہ
ورنہ عالم ابہی کر ڈالین ہو خاک سیاہ

١٦٥

[illegible]

دشت کی سمت جو خوش چشم اگر رسنہ گیا
آہوی دشت ہرن دیکھکے وحشی ہو جا

دیکھی بادام جو آنکھین تو یہ لقشا ہو جاے
پہوٹے سر سنگ سی دیکھکری کلیجا ہو جاے

آنکھ میخانہ کو وہ شوخ جو دکہلاتا ہی
ساغر چشم کو گردش میں جو وہ لاتا ہی
رنگ فق بادۂ گلرنگ کا ہو جاتا ہی
جام کا شیشۂ دل چور نظر آتا ہے

آہوی چشم سیہ لذت سی کہوتا ہے
نشۂ مست کے آنکہونکا ہرن کہوتا ہے

کبہی کاجل جو صنم چشم سیہ میں جو لگا ہی
عین محفل میں نگہ کی جو وہ شوخی سو دکہلاے
دل حسینونکا پسے ایسا کہ سرمہ ہو جاے
چشم مردم میں نہ ہرگز کوئی خوش چشم سماے

دلکو حیرت ہو نظر محو تماشا ہووے
مردم دیدۂ عشاق کو سکتا ہووے

خم ابرو میں ہے کیا یار کی بینی کی صفا
شمع کافور کے محراب حرم میں ہے ضیا
جیسے ہو طاق میں مینای بلوریں کہا
یا کوئی حور در خلد میں ہی جلوہ نما

تو اوسی دیکھی تو خود بینی نہ یہ خاک رہی
رشک سے ہاتھ ترا ہو ناک میں غمناک رہی

نازکی مین کمر اوسکی ہی رگ گل سی سوا	پھر رگ گل جو کہا اوسکو تو یہہ بھی نکلا
موشگافی جو بہت کی تو معما یہہ کہلا	موی سر ہی وہ نہین فرق سر مو اصلا

آتش حسن میان جبکہ بھڑک جاتی ہی
بال کیطرح کمر سیکڑون بل کہاتی ہی

اوسکے زانو کی صفائی کا کرون کیا مین بیان	دیکھی آئینہ جو وہ ران تو بس ہو حیران
ہینڈلیان وسی تاباں کی ہین کیا نور فشان	گھر سی باہر جو رکھی پاؤن تو روشن ہو جہان

شمع کیا چیز ہی مشعل کی حقیقت کیا ہی
ساق یا دیکھ کے مہتاب بھی شرماتا ہی

اوسکی اب پا نگارین گلگون کیا حال	باغ عالم مین جسنا فیض قدم سی ہی نہال
خوبرو رشک سی رہتی ہین ہمیشہ پامال	ناخن پا کو بھی اوسکی ترا پہنچی نہ ہلال

دیکھی عاشق جو وہ تلوا تو فدا ہو جاوی
خاک پر بیٹھکے نقش کف پا ہو جاوی

ہی سراپا وہ غرض حسنکی سانچی مین ڈھلا	ایسی محبوب کو دل دیجی کیونکر نہ بھلا
صدقی پر صدقی اوٹھا یا کری یہ اوسکی بلا	دل مرا آتش ہجران ہی بہت سوز جلا

اوسکے نظارہ سی آب و جلو سی سیر ہوئی

۱۶۸

رباعیات تصنیف مخلص جناب سید آغا حسن متخلص بہ امانت [illegible]

رباعی

[illegible]

ہو یہ منظور تو بس آؤ قسم کہاؤ تم
کہ کسی دل صاف کے سے لپٹ جاؤ تم

جب سنے اوسنے لگا وسکے یہ فقرے دو چار
منہ پہ منہ رکہکے محبت سے یہ پہر کی گفتار

دور کر مجہسے گلے مل گیا بیساختہ یار
غیر صدقے کیے تجہ سے مری عاشق ہے زار

جو کہیگا اوسے آنکہوں سے بجا لاؤنگا
لے تری سر کی قسم اب نہ کہیں جاؤنگا

پہر لگا کہنے ہنس ہنسکے وہ خورشید لقا
تو نے سچ کہہ کوئی معشوق کیا ہی پیدا

مجہے رونے مجہے پیٹے مرا دیکہے مرنا
یا مری چہیڑ نیکے واسطے یہ فقرا تہا

بولا میں کہاکے قسم اوسکی لپٹا کے لیے
سب یہ باتیں تہیں فقط تیری سنا کے لیے

پہر تو ہونے لگے آپس میں قبیحی صحبت
الغرض آج تلک ہے وہی باہم الفت

وہی جلسے وہی چرچے وہی عیش و عشرت
آگے کیا دیکہئے کہلاتی ہی ہمکو قسمت

غیر کے نام سے اب تو وہ ڈرا کرتا ہے
دم امانت کی محبت کا بہرا کرتا ہے

تمام شد واسوخت ماہ ذی حجہ سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین

[illegible]

رباعی

ہر گل کو خجل داغ جگر سے پایا	بلبل کو ندیم شور و شر سے پایا
دیکھا دم سرد سی صبا کو ٹھنڈا	پانی شبنم کو چشم تر سے پایا

رباعی

تحفہ تحسین کا ہر بشر سے پایا	مضمون کا صلا اہل ہنر سے پایا
کیا موتی پروئی ہیں امانت تو نے	اس بحر کو لبریز گہر سے پایا

رباعی

حاسد کے حسد سے کب جگر چاک نہیں	باطن کی صفائی تہ افلاک نہیں
دیکھا کسی دل کو نہ کدورت سے بری	ان شیشوں میں مٹی کے سوا خاک نہیں

رباعی

خواہاں ہی سدا اجل کا جو بینا ہی	تا زیست یہاں خون جگر پینا ہے
ہو جاتی ہی دنیا کی بکھیڑوں سے نجات	مرنا پئے مومن بخدا جینا ہے

رباعی

دشمن ہی حسد سے دوست کینہ ہی	ہر شخص سے ارتباط دیرینہ ہی
کیونکر کہیے صفائی قلب کے صورتحال	سینہ میں ہی دل کہ گھر میں آئینہ ہی

الانسان کیسا فلک کا چلتا ہے ...		بندگی جب اللہ مدد کرتا ہے

رباعی

رنگینی اشعار کا ہان غل ہو جاے		پروانہ فدا برنگ بلبل ہو جاے
نظم روشن کی باندہ وتبہ وہ ہوا		محفل ہین چراغ شمع کا گل ہو جاے

رباعی

جتنا کوئی ہمارا دشمن ہوگا		اوتنا طبع رسا کا جوبن ہوگا
گلگیر صفت جو سر ہی کاٹین گے عدو		نام اپنا مثال شمع روشن ہوگا

رباعی

باغی ہمین بنشیگاہ کہ کہتے ہین		گل کہتے ہین کہ خار ہم کہتے ہین
اک رنگ یہ رہتا ہی ہمیشہ واللہ		منصف کو سدا گلاب ہم کہتے ہین

رباعی

بد کہتے ہین جلکر کہ ثنا کرتے ہین		حق ہین بندہ کی یہ بہلا کرتے ہین
حاسد بہی ہین بد اہل سبب نا سور کے		ہر بزم مین تذکرہ مرا کرتے ہین

رباعی

کب لائق توصیف و ثنا کہتا ہی		سچ تو یہ ہی خاکسار کیا کہتا ہی

پھیلا یہ جہان مین خاکسار پیدا ہے
دشمن کبھی کہین بات ات کو بیدار
اب وہ کل مین طرح یار پیدا ہی
بندہ عدو دوستدار پیدا ہی

رباعی

اچھا کرتا ہی جو برا کہتا ہے
بیشک بندہ تو قابل بر ...

رباعی

مضمون روانی طبیعت مین ہو
... کتائی بندش نے زینت مین ہو
مضمون دم فکر یہ دیتا ہی سلا
... کبھی دنیا مین امانت مین ہون

قطعہ تاریخ ... [illegible]

[illegible]

تاریخ وفات میرزا میر صاحب

کرد رحلت عجیب مومن پاک	تعزیہ دار سید الشہدا
زاہد و عابد و خلیق و لئیق	بود در علم و فضل ہم یکتا
چون امانت شنید حال وفات	فکر سالش نمود طبع رسا
از سر یاس گفت ہاتف غیب	میرزا میر رفت از دنیا

سنہ ۱۲۰۱ھ

تاریخ وفات اسد علیخان حیدر آبادی

درد اکہ رئیس حیدر آباد	رحلت کردہ بحکم یزدان
فکر سالش چو کرد امانت	داد ندا آواز حور و غلمان
داخل جنان شد از سر زہد	شیدای علی اسد علیخان

سنہ ۱۲۶۸

تاریخ وفات شہزادہ مرزا ہمایون بخت بہادر

آہ شہزادہ خجستہ خصال	تخت تابوت یافت رفت از تخت
خبر رحلتش چو گشت عیان	ہر جگر پارہ پارہ شد یک لخت

۱۷۳

چون امانت از پئے سال [illegible]
از الم [illegible]
[illegible]

فکر سالش چو طبیعت رسا
گفت امانت از سر [illegible]

قطعہ تاریخ وفات کاظم علی صاحب

کاظم علی چو کرد قضا
مومن پاک و شیعہ [illegible]
بود ایمان محب آل نبی
عاشق نام حیدر کرار
فکر تاریخ شد امانت را
مشورہ چون نمود با دل زار
از سر آہ گفت ہاتف غیب
بجنان رفت زائر دیندار
تاریخ ۱۲۶۳ھ

خلف الرشید جناب
سید آغا حسن صاحب
مرحوم امانت تخلص
مصنف دیوان ہذا

تاریخ وفات الٰہی خانم زائر

چون قضا کرد الٰہی خانم	زائرہ و ذاکرۂ خوش طینت
گوش چون کرد امانت آنحال	گشتہ مصروف بسال رحلت
گفت از درد سر افتادہ چنان	از جہان رفت بسوی جنت

تاریخ طیاری چاہ واقع پرشدہ پور

چاہ پختہ چون بنا شد بر زمین	رحمت حق از فلک نازل شدہ
ہست ظاہر از صفائی آب چاہ	آب گوہر اندران شامل شدہ
ہر کہ نوشید آب جان تازہ یافت	لذت آب بقا حاصل شدہ
چون امانت گوش کرد احوال چاہ	بہر سال از ہر کسی سائل شدہ
از سر کوثر فلک آواز داد	چاہ یوسف خان عزیز دل شدہ

تاریخہای انتقال جناب سید آغا حسن مرحوم و مغفور تخلص امانت

قطعات تاریخ طبع زاد جناب سید حسن صاحب لطافت تخلص

ایضاً

۱۲۷۴

چون امانت شاعر شیرین بیان
بست و هشتم داور [illegible] ملال
اول ماه جمادی وقت شام
کرد از دنیا بجنت انتقال
یوم شنبه که آمد بر سرش
آه شد آن مهر کامل در زوال
سید آغا حسن اسم شریف
بود در شعر و سخن حاصل کمال
بهر تاریخ وفاتش گفت نور
حیف بوده آه شاعر بی‌مثال

قطعه تاریخ طبعزاد پنڈت دیبی پرشاد صاحب [illegible] تخلص شاگرد میر امانت مرحوم

در بست و هشتم مہ پنج و شنبہ فہم ہاتف سنین رحلت سید چنین بگفت		آغا حسن چو جانب عقبی نمودہ کوچ شاعر امانت آہ ز دنیا نمودہ کوچ ۱۲۷۵
	ایضاً	
در بستم و ہشت از جماد الاولی ہاتف سن فوتش الم گفت این فہم		شد جان بحق آن ہاشمی انا للہ راہی ارم شدہ امانت ای آہ ۱۲۷۵
	ایضاً	
بستم و ہشت از خامس کہ بود فہم بگفت این سن فوتش سروش		رحلت سید شدہ از دہر وای رفتہ امانت بجنان ہای ہای ۱۲۷۵
	ایضاً	
در بست و ہشتم مہ پنج و سہ شنبہ بود ہاتف بسال رحلت سید زد این ندا		ای فہم انتقال چو آغا حسن نمود برباد کنز جان امانت شد از فنا
	ایضاً	
میر آغا حسن از دہر روان شد بہ ارم فہم گفت این سن فوتش بحروف مہجم		بود چون بستم و ہشتم ز جماد الاول طوطی ہند خموش آہ عجب شد ز اجل ۱۲۷۵

قطعه تاریخ طبعزاد جناب میر وزیر علی صاحب نور تخلص

[illegible]

چهرهٔ خورشید تابان گشت زرد　　داغ خورده بر دل خود ماهتاب

مشتری بزم طرب برهم نمود　　بود زهره در غم و در اضطراب

مصرع تاریخ شد از روی درد ۱۲۰۱　　شد نهان زیر زمین آن آفتاب

قطعهٔ تاریخ طبع دیوان از جناب امداد علی خانصاحب بحر تخلص

وه چه کلامیست مسرت فزا　　موج زند بحر لطافت درو

این همه الهام الٰهی بدان　　سید با نیک و طبیعت نکو

بحر همین خوب سن الطباع　　دفتر موزون امانت بگو

قطعات تاریخ طبع دیوان از جناب وارث علیخانصاحب متخلص به فهم شاگرد میان بحر صاحب

گرد چون تصنیف آغا حسن دیوان کمال　　نظم این شاعر شده مطبوع هر دل از صفا

این سنین انطباع ای فهم اعلی گفت هاتف　　طبع دیوان امانت بوده با صد لطافت ۱۲۷۵

ایضاً

مدحت دیوان میر آغا حسن شاعر کند کو　　در ثنای نظم شد گویا زبان کلک قاصر

در سنین انطباع ای فهم این هاتف ندا کرد　　طبع دیوان امانت واه شد نایاب و نادر

ایضاً

شاعر نامی جو تھے مشہور میر آغا حسن　　ہے یہ تصنیف اونکی مطبوع دل اہل سخن

فہم تاریخ لکھی سنین طبع یہ عمدہ کہا　　کل یہ دیوان امانت کا لطافت سے چھپا

اشتہار

شاعر خوش فکر شیرین بیان نازک خیال شیرین زبان جناب [illegible] عنایت النطفی

سید آغا حسن صاحب امانت لکھنوی جنکا کلام بہت مشہور ہی اور جنکی تصنیف

واندر سبھا کا شہرہ دور دور ہی اونکا دیوان مثل اوراق [illegible] کیطرح پریشان تھا

شعرا کو اوسکی مطالعہ کا ارمان تھا اونکی فرزند ارجمند سید حسن صاحب لطافت نے

بمقتضائے اہلیت کمال سعادت کا کام کیا اون اوراق پریشان کو ترتیب دیکر خزائن الفصاحت

تاریخی نام کیا اس امر سے مشتاق مسرور ہوئے صاحبزادہ کو اوسکا شائع فرمانا منظور ہوا

چنانچہ حافظ محمد عبد الستار خان اور حافظ دوست محمد تاجران کتب کو حق تصنیف

و تالیف دیوان مذکور کا ہبہ فرمایا ہم دونوں تاجروں نے بکمال صحت و اہتمام اپنے مطبع نظامی میں

کے وہ دیوان چھپوایا ہم خود کیونکر کہیں کیا خوب چھپا ہی خریداران قدردان خود ملاحظہ کر لین

ہاتھون ہاتھ نکل گیا اب بہت کم رہ گیا ہی چونکہ ہمکو اوسکی حقیقتاً ملکیت ملی ہی اور یہ کتاب ہمارے نام داخل

رجسٹری ہی لہذا اہل مطابع و تاجران کتب کی خدمت میں التماس ہی کہ بدون اجازت احقر انکو

ارادہ چھاپنے اور چھپوانے دیوان مذکور کا نفرماوین جسقدر جلدین مطلوب ہون مقامات مفصلہ

ذیل سے طلب کرلین قیمت اسکی بہ رعایت تمام کمی ہی اور تاجرونکو بہ نسبت خریدارونکی تخفیف

مدنظر ہے اور قیمت اسکی معہ محصول ڈاک ایک عدد عہ قرار پائی فقط

لکھنؤ در بازار چوک [illegible] دوکان کتب محمد عبد الستار خان و محمد [illegible] تاجران — بنارس [illegible] حافظ دوست محمد — کانپور [illegible] مطبع نظامی — عظیم آباد [illegible] شیخ [illegible] احمد صاحب تاجر کتب

الہ آباد [illegible] میر قاسم علی تاجر کتب — پانی پت [illegible] حافظ [illegible] — دہلی [illegible] حاجی مولوی الہ یار — شاہجہانپور [illegible] فضل کریم [illegible]

دیوان امانت

خزائن الفصاحت تاریخی نام ہے بڑے استاد کا کلام ہے

یعنی شاعر شیرین مقال ساحر سحر حلال ذاکر امام مقبول انام سخنور بے مثال استاد ضرب المثل

موید برعایت لفظی جناب سید آغا حسن صاحب لکھنوی

کا دیوان ہے جنکے واسوخت کا ملک تمام جہان ہے

اور جنکے فرزند نالایق جناب سید [illegible] صاحب [illegible]

باہتمام عالی مرتبت جناب حافظ محمد عبد الستار خان صاحب اور حافظ دولت محمد صاحب کی تجارت سے

مطبع ثمر ہند واقع لکھنو میں چھپا

سنہ ۱۲۸۹ ہجری